فاروقِ اعظم رض

یعنی

سوانح عمری حضرت عمر فاروق رض

جس کو

مرزا محبوب بیگ صاحب بی۔ اے مترجم چیف کورٹ پنجاب

و مصنف صدیق اکبر رض و ذوالنورین رض نے بنایا

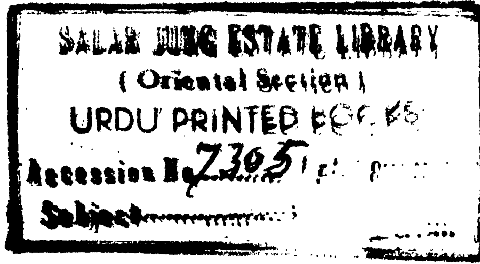
اور

خادم الفقرا مفتی محمد اسمٰعیل نقشبندی مجددی تاجر کتب بنگلہ ایوب شاہ لاہور

نے

اپنے کشمیری بک ڈپو کے لئے

اسلامیہ سٹیم پریس لاہور میں چھپوا کر شائع کیا





دیباچہ

ناظرین۔ آج آپکی خدمت میں اپنی قسم کی دوسری کتاب پیش کی جاتی ہے۔ سوانح عمری حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پڑھنے سے آپ کو معلوم ہوگیا ہوگا۔ کہ مؤلف کا اصل منشا کیا ہے۔ ہمارا منشاء یہہ ہے کہ پہلے آپکو چیدہ چیدہ حالات کی طرف توجہ دلائی جاوے تاکہ انہیں مضامین کی بڑی بڑی کتب تواریخ دیکھنے کا آپکے دل میں اشتیاق پیدا ہو۔ ہم بحث اور جھگڑے کو ہرگز دخل نہیں دیں گے۔ نہ کسی کی دل آزاری کریں گے۔ بلکہ ایسے حالات قلمبند کریں گے جنکو سب تسلیم کرتے ہوں۔ اگر ابکے بھی آپنے قدر افزائی کی تو انشاءاللہ تعالیٰ بشرط فرصت دیگر دلچسپ حالات سے بھی آپکو مطلع کیا جائیگا۔ جس سلسلہ کو ہمنے شروع کیا ہے۔ آج بفضل خدا اوسکی یھہ دوسری کتاب ختم ہوئی ہے اور آیندہ خداوند تعالیٰ مدد کرنے والا ہے۔

لاہور
۲۶ر فروری ۱۸۹۹ء

بندہ
محبوب بیگ

باب اوّل

حالاتِ ابتدائی

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اعلیٰ خاندان قریش میں سے تھے۔ اُنکے والد مشہور سوار قوم تھے۔ اُنکی والدہ حشمہ بنت حشام ابن المغیرہ بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم تھیں اُن کا شجرۂ نسب اس طرح بیان کیا جاتا ہے۔ عمر ابن خطاب بن نفیل بن عبد العزیٰ بن ریاح بن قرط بن رزاح بن عدی بن کعب بن لوی۔ گویا آٹھویں پشت میں آنحضرت صلعم سے ملتا ہے۔

حضرت عمرؓ آنحضرت صلعم کی ولادت سے تیرہ سال بعد پیدا ہوئے۔ ایک اور روایت کے مطابق اُنیس برس بعد پیدا ہوئے۔ بعض کہتے ہیں کہ آپکی عمر ستاون سال کی تھی اور بعض کہتے ہیں کہ تریسٹھ سال کی تھی۔ اُنکے بچپن کے حالات بہت کم معلوم ہیں۔ جب وہ بڑے ہوئے تو خاندان قریش میں اُن کی بہت قدر و منزلت ہوتی تھی۔ آپ سفارت کا کام کرتے تھے اور کبھی کبھی ثالث مقرر ہوا کرتے تھے۔ مگر برکت اسلام میں ابھی مستفیض نہیں ہوئے تھے۔ جاہلیت کے زمانہ میں آپکو اسلام سے نفرت تھی۔ ایک دفعہ آپنے ایک مسلمان عورت کو پکڑ کر خوب زدوکوب کی جب اُنکی بہن فاطمہ نے اسلام قبول کیا تو آپنے غصہ میں آکر اوسکو بھی مار[illegible] شروع کیا۔ آپ طبیعت کے بہت سخت تھے اور اسلام قبول کرنیسے پہلے رسولخدا صلعم [illegible]

حضرت عمرؓ کے اسلام قبول کرنیکی نسبت بہت سی روایات ہیں۔ کہتے ہیں [illegible] اونہوں نے اپنی بہن فاطمہ کو مارا اور کعبہ کی طرف چلے گئے۔ وہاں دیکھا کہ آنحضرت صلعم [illegible] اوڑھے ہوئے حجر اسود کے پاس گئے اور کچھ عرصہ تک نماز پڑھی پھر واپس جانے لگے [illegible] حضرت عمرؓ [illegible] میں کہ جو کچھ میں نے آنحضرتؐ کی زبان مبارک سے سُنا ایسا پیشتر کبھی نہیں [illegible] [illegible] آپنے کہا کہ کون ہے میں نے کہا کہ عمرؓ۔ اسپر آنحضرتؐ نے فرمایا کہ [illegible]

نہ دن کو چھوڑتا ہے نہ رات کو میں نے بددعا کے خوف سے کلمہ شہادت پڑھا۔ ایک روایت ہے کہ
ایک دن حضرت عمرؓ اپنی بہن کے گھر کی طرف آئے۔ جب دروازے پر آئے تو دیکھا کہ دروازہ اندر سے
بند تھا اور قرآن مجید کے پڑھنے کی آواز سنائی دے رہی تھی۔ دروازہ کھلوا کر گھر والوں سے
پوچھا مجھے دکھاؤ کیا پڑھتے ہو اونہوں نے انکار کیا۔ اس پر حضرت عمرؓ نے اپنی بہن اور بہنوئی کو
اس قدر مارا کہ خون بہنے لگا پھر انکی بہن نے کہا کہ ہم نے تو دین اسلام قبول کر لیا ہے جو تیرے
دل میں آئے تو بھی کر۔ آخر حضرت عمرؓ کے دل میں بھی اسلام کی رغبت پیدا ہوئی اور ان سے
سورہ طٰہٰ کی یہ آیت سنی:۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ طٰہٰ۔ ما انزلنا علیک القرآن لتشقیٰ الا تذکرۃ لمن یخشیٰ
تنزیلا ممن خلق الارض والسمٰوات العلیٰ ۔ الرحمٰن علی العرش استویٰ لہ ما فی السمٰوات
وما فی الارض وما بینھما وما تحت الثریٰ وان تجھر بالقول فانہ یعلم السر واخفیٰ اللہ
لا الہ الا ھو لہ الاسماء الحسنیٰ ۔ اس آیت کی فصاحت اور بلاغت نے حضرت عمرؓ کے
دل پر اس قدر اثر پیدا کیا کہ وہ فوراً ایمان لے آئے کہ بیشک یہ خدا کا کلام ہے اور اسلام قبول
کیا۔ اس وقت انکی عمر چھبیس برس کی یا ستائیس برس کی تھی ۔

آنریبل سید امیر علی نے واقعہ مذکورہ بالا کو اس طرح بیان کیا ہے "اسوقت میں نئے دین کو
ایک قیمتی معاون حضرت عمرؓ کی ذات میں حاصل ہوا جن کی دانشمندی اور قابلیت نے
انکو اسلام کے آیندہ جمہوری سلطنت کا ایک عضو اور جزو ضروری بنا دیا۔ دین محمدی کی جو خدمات
وہ بجا لائے ہیں اونہوں نے انکے نام کو تاریخ کے صفحوں پر کندہ کر دیا ہے۔ وہ عدی بن کعب
کے خاندان کے معزز اور ممتاز ممبر اور خطاب کے بیٹے اور اس سے پہلے اسلام کی سخت
مخالفت اور پیغمبر صلعم کی معاندت کے سبب سے مشہور تھے انکا اسلام لانا قرآن مجید کی ایک سورۃ
کے انکے دل پر جادو کا سا اثر پیدا کرنیکا نتیجہ بیان ہوا ہے۔ جو انہوں نے اپنی بہن کے گھر میں
سنا جہاں وہ غضب اور طیش میں آکر قتل کرنے کے ارادے سے گئے تھے ان الفاظ سے متاثر
ہو کر جو انہوں نے سنے ہاتھ میں ننگی تلوار لئے ہوئے جس سے وہ پیغمبرؐ کے قتل کا
وہ سیدھے پیغمبر صلعم کی خدمت میں حاضر ہوئے جس سے اصحاب

کی جماعت میں ایک تہلکہ برپا ہوگیا حضرت عمرؓ نے اپنے آقا کے ہاتھ چومے اور سچے دین میں داخل ہونیکی درخواست کی مسلمانوں نے حضرت عمرؓ کے جنت آلکھی میں شریک ہونے پر دل سے خداوند کریم کا شکر کیا۔ مسلمان ہونے کے بعد وہ اسلام کا ایک رکن ہوگئے۔ اب اسلام کو گلی کوچوں اپنا سر چھپانے اور پوشیدہ رہنے اور چھپکر خدا کی عبادت کرنیکی کوئی ضرورت نہیں رہی تھی اور اِن نئے اسلام قبول کرنیوالوں نے اونکو علانیہ طور پر عبادت کرنیکی جرأت ولائی حضرت عمرؓ کے اسلام لانیکی خبر سُنکر قریش پر بجلی گر گئی اور معاملہ کے نازک ہونیکو جان گئے"۔

حضرت عمرؓ کے اسلام قبول کرنے سے اسلام کو نہایت تقویت ہوئی۔ اُنکے ساتھ حضرت حمزہؓ بھی مشرف باسلام ہوئے اور اسلام کی بُنیاد مستحکم ہوگئی۔ قریش اور کفار کی ساری اُمیدوں کا خاتمہ ہوگیا۔ تاریخ الخلفاء میں لکھا ہے کہ جب حضرت عمر اسلام لائے تو مشرکین نے کہا کہ آج کے دن ہماری قوم نصفا نصف ہوگئی"۔

حضرت عمرؓ کے اسلام لانے پر آں حضرت صلعم نے اونکو فاروق کا خطاب دیا۔ اُنکا نام عمرؓ کنیت ابوحفص خطاب فاروق لقب امیر المومنین تھا۔

مورخین لکھتے ہیں کہ آں حضرت صلعم نے فاروق کا خطاب حضرت عمرؓ کو اُسوقت دیا جبکہ اُنہوں نے اسلام قبول کیا اور مکہ میں اسلامی ڈنکا بجگیا اور خدائے واحد کی عبادت علانیہ ہونے لگی بعض مورخوں نے اس خطاب کے متعلق ایک اور واقعہ کا ذکر کیا ہے جو یہ ہے۔ ایک دفعہ ایک یہودی اور ایک مسلمان کے درمیان تنازعہ ہوا۔ فیصلہ کیواسطے دونوں رسول صلعم کو ثالث مقرر کرنے پر راضی ہوئے۔ جب مقدمہ آپ کے سامنے پیش ہوا تو آپنے فیصلہ یہودی کے حق میں دیا۔ اسپر مسلمان راضی نہ ہوا اور حضرت عمرؓ کو ثالث بنانا چاہا۔ جب حضرت عمرؓ کو معلوم ہوا کہ رسول صلعم اس مقدمہ کا فیصلہ کرچکے ہیں اور مسلمان اُس فیصلہ پر راضی نہیں ہوا تو آپ جھٹ ایک تلوار لے آئے اور اُس مسلمان کا سر تن سے جدا کر دیا اور پھر باواز بلند کہا کہ اُس شخص کی یہ سزا ہے جو خدا اور اُس کے رسول صلعم کے فیصلہ سے انحراف کرے"۔ اس فعل سے حضرت عمرؓ کو فاروق کا خطاب دیا گیا"۔

عمرؓ اور حضرت حمزہؓ کو اسلام قبول کئے ابھی بہت عرصہ نہ ہوا تھا کہ حضرت خدیجہؓ

اور ابو طالب عم رسول اللہ صلعم کا انتقال ہو گیا۔ اس واسطے سارا آرام اور اطمینان جاتا رہا اور
جب آنحضرت صلعم کو بنی سقیف کو دین اسلام پر لانے میں کامیابی حاصل نہ ہوئی اور اہل مدینہ
کو راغب پایا تو آپ نے اصحاب کو مدینہ کی طرف ہجرت کی ہدایت فرمائی۔ پہلی ہجرت ۵ سنہ نبوی
میں حبشہ کی طرف ہوئی۔ دوسری بھی ۶ سنہ نبوی میں اوسی طرف ہوئی۔ مدینہ کی طرف تیسری
ہجرت تھی جو ۱۰ سنہ میں ہوئی۔ اور اسمیں حضرت عمرؓ حضرت عثمانؓ حضرت حمزہؓ اور اکثر اصحاب
آں حضرت مکہ سے مدینہ کو چلے گئے۔ اور مکہ میں آنحضرتؐ کے پاس حضرت ابو بکرؓ اور حضرت
علیؓ کے سوا کوئی اور خاص اصحاب میں سے نہ رہا۔ سب سے پہلے مصعب بن عمیر اور ابن ام مکتوم
مدینہ میں پہونچے جو دین اسلام کی تلقین کرتے تھے۔ اُن کے بعد حضرت عمرؓ معہ دیگر
چند صحابہ کے پہونچے۔ ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء میں عبد اللہ بن مسعود کا قول لکھا ہے
کہ حضرت عمرؓ کا ہجرت کرنا اسلام کے واسطے نصرت تھا۔

حضرت عمرؓ اور دیگر چند اصحاب مدینہ میں تھے مگر آنحضرتؐ مکہ میں کفار اور دشمنوں سے
گھرے ہوئے تھے۔ مدینہ پہونچنے سے پہلے تین چار دن آنحضرت صلعم نے غار میں گذاری۔ چونکہ
اصحاب مدینہ کو اونکی روانگی کی خبر پہونچ گئی تھی اور یہ حال معلوم نہیں تھا کہ آپ غار میں ہیں
اسواسطے اونکو سخت تشویش دامنگیر ہو رہی تھی اور مہاجرین اور انصار کو ہر روز آپ کا
انتظار تھا۔ آخر جمعہ کے مبارک دن آں حضرت صلعم قبہ سے ہوتے ہوئے یثرب یعنی مدینہ
میں پہونچے۔ آپکی آمد کا دن مسلمانوں کے واسطے عید کا دن تھا وہ دن ہمیشہ کیواسطے
مسلمانوں کے لئے عید کا دن بن گیا۔

اسلام کی برکت سے بنی اوس اور بنی خزرج کے درمیان برادرانہ محبت کی بُو آنے
لگی۔ یہ قبیلے پہلے ایک دوسرے کے سخت دشمن تھے اور ہمیشہ خونریز لڑائیاں انکے درمیان
ہوتی رہتی تھیں۔ اسلام کی نیک تعلیم سے اُن کے دلوں میں محبت اور اُلفت قایم ہو گئی۔
اور مہاجرین اور انصار کے درمیان رشتہ اخوت قایم ہو گیا۔

مدینہ میں سب سے پہلے آنحضرت صلعم نے مسجد قبا کی تعمیر کی اور خود [illegible]
کام کیا۔ حضرت عمرؓ اور دیگر اصحاب خاص نے پتھر اور مٹی ڈھو کر جمع [illegible]

میں سب سے پہلی مسجد ہے۔ حضرت عمرؓ خود اسمیں جھاڑو دیتے اور اسکو صاف کرتے تھے۔

قریش اور کفار مکہ کو مسلمانوں کی جمعیت بڑھتی دیکھکر فکر اور اندیشہ پیدا ہوا اسواسطے وہ مسلمانوں کو ستانے اور اُنکے ساتھ جنگ و جدل کے واسطے آمادہ ہوگئے۔ بدر کے مقام پر معرکۂ عظیم ہوا جسمیں دشمنوں کا بہت سا مال و اسباب مسلمانوں کے ہاتھ آیا۔ واقدی میں لکھا ہے کہ اس جنگ میں حضرت عمرؓ نے اپنے حقیقی ماموں عاص بن ہشام بن مغیرہ کو اپنے ہاتھ سے قتل کیا اور لشکر قریش کے ستر آدمی گرفتار ہوئے۔

حضرت عمرؓ کی کنیت ابا حفص اس طرح ہوئی کہ قریش مکہ نے مدینہ پر چڑھائی کی اور بنی ہاشم بھی طوعاً و کرہاً اُن کے ساتھ تھے۔ چونکہ آنحضرت صلعم کے چچا عباس بھی انہیں تھے اسواسطے آپنے حکم دیا کہ کوئی شخص عباس اور ابوالقری بن ہشام کو قتل نہ کرے۔ ابوحذیفہ بن عتبہ اس حکم کو نہیں مانتا تھا۔ اسپر حضرت عمرؓ نے اُس کی مخالفت کی اور ابا حفص کے نام سے پکارے گئے۔

قریش کے جو ستر آدمی گرفتار ہوئے تھے اونکی نسبت لشکر اسلام میں یہ سوال درپیش ہوا کہ اُنکے ساتھ کیا سلوک کیا جاوے۔ آنحضرت صلعم نے اصحاب کے ساتھ مشورہ کیا حضرت عمرؓ نے یہ صلاح دی کہ اُنکو قتل کیا جاوے۔ حضرت ابوبکرؓ کی یہ رائے تھی کہ فدیہ لیکر چھوڑ دیا جاوے۔ آنحضرتؐ نے حضرت ابوبکرؓ کی رائے کو پسند کیا اور فدیہ لیکر سب قیدیوں کو چھوڑ دیا۔ اسبات کو خداوند تعالی نے ناپسند کیا اور نازل ہوا۔ ما کان لنبي ان یکون له اسریٰ حتی یثخن فی الارض تریدون عرض الدنیا واللہ یرید الآخرۃ واللہ عزیز حکیم لولا کتاب من اللہ سبق لمسکم فیما اخذتم عذاب عظیم۔ یعنی نہیں ہے نبی کے لئے کہ ہوں اُس کے لئے قیدی یہاں تک کہ گھمسان کردیں زمین میں یعنی ملک میں تم چاہتے ہو مال دنیا کا اور اللہ چاہتا ہے آخرت کو اور اللہ غالب ہے حکمت والا اگر نہ ہوتا لکھا ہوا اللہ کی طرف سے پہلے سے بیشک تمکو پہونچتا اوسمیں جو تمنے کیا عذاب بہت بڑا۔

جنگ بدر کی نسبت سر سید احمد خان بہادر اپنی تفسیر میں یوں ارقام فرماتے ہیں:

بدر کی لڑائی میں قریش مکہ کے تمام لشکر سے جو اونکے ساتھ آیا تھا لڑائی نہیں ہوئی تھی۔ بلکہ

ایک گروہ سے جو لڑنے کو نکلا تھا لڑائی ہوئی تھی جیسا کہ آیت اذ یریکموھم اذ التقیتم میں سے ثابت ہوتا ہے۔ اُس گروہ کو جو مقابلہ میں آیا تھا شکست ہوئی تھی اور تمام لشکر قریش مکہ کا ایسا پریشان ہو گیا تھا کہ کسی کو پھر مقابلہ کرنے کی جرأت نہیں ہوئی اور مسلمانوں نے اونکا تعاقب بھی نہیں کیا جیسا کہ خدا نے اسی سورۃ میں فرمایا۔ ان تستفتحوا فقد جاءکم الفتح وان تنتھوا فھو خیر لکم۔ مگر قریش مکہ کے لشکر میں سے ستر آدمی بطور قیدی کے گرفتار ہو گئے تھے۔ اِن قیدیوں کی نسبت آں حضرت صلعم نے صحابہ سے مشورہ کیا کہ کیا جائے۔ حضرت عمرؓ اور سعد ابن معاذ نے رائے دی کہ سب کو قتل کرنا چاہیئے حضرت ابو بکرؓ نے کہا کہ فدیہ لے کر چھوڑ دیا جائے چنانچہ فدیہ لے کر چھوڑ دیا گیا۔ فدیہ لینے پر خدا نے اپنی ناراضی ظاہر کی کیونکہ وہ لوگ بغیر لڑنے کے پکڑے گئے تھے اور اسلئے لڑائی کے قیدی جن سے فدیہ لیا جا سکتا نہیں تھے۔ اسی پر خدا کی ناراضی ہوئی۔ اور خدا نے فرمایا۔ ماکان للنبی ان یکون اسریٰ الخ جن لوگوں کی یہ رائے ہے کہ اونکے قتل نہ کرنے پر خدا کی ناراضی ہوئی تھی کسی طرح پر صحیح نہیں ہو سکتی۔ اس لئے کہ خدا تعالےٰ نے جب اونکا قیدی جنگ ہونا ہی نہیں قرار دیا تو اونکے قتل نہ کرنے پر کیونکر ناراضی ہو سکتی تھی"۔

جنگ بدر میں شکست کھانے سے قریش میں ایک جوش پھیلا ہوا تھا اور وہ انتقام لینا چاہتے تھے۔ اِس ارادے سے انھوں نے پھر چڑھائی کی اور ماہ شوال ۳ھ ہجری میں مشہور جنگ احد واقع ہوا۔ ابو سفیان تین ہزار کی جمعیت لے کر مدینہ کی طرف روانہ ہوا۔ اودھر آنحضرتؐ بھی اس خبر کو سُن کر مدینہ سے روانہ ہوئے اور احد کے پاس قیام کیا۔ نہایت سخت لڑائی کے بعد مسلمانوں کو شکست ہوئی۔ اور آنحضرت صلعم کے چار دانت پتھر کے صدمہ سے ٹوٹ گئے اور آپکے شہید ہونیکی خبر پھیل گئی جس سے بہت لوگ بھاگ گئے۔ آخر معلوم ہوا کہ آنحضرتؐ صحیح وسلامت ہیں تب سب لوگونکو تسکین ہوئی اور وہ ایک جگہ اکٹھے ہوئے۔ اس جنگ میں حضرت عمرؓ نے نہایت شجاعت اور مردانگی سے کام لیا اور قلیل تعداد مسلمانوں کی لیکر قریش کی ایک جماعت کے مقابلہ میں جو پہاڑ پر چڑھی ہوئی تھی آ ڈٹے اور انکو پہاڑ سے گ[illegible] حضرت عمرؓ سخت زخمی ہوئے اور اگر مسلمان لوگ لوٹنے میں مصروف نہ ہوتے تو [illegible]

نصیب ہونے میں کسیکو شک نہ تھا۔
بنی المصطلق عرب کا ایک قبیلہ تھا۔ حارث بن ابی حزار نے جنگ کے ارادے سے لوگونکی ایک جماعت فراہم کی یہہ خبر سنکر آنحضرت صلعم اُنکے مقابلہ کے واسطے کوچ کیا اور ماہ شعبان ۵ھ ہجری میں مریسیع کے مقام پر لڑائی ہوئی حضرت عمرؓ فوج ہراول کے سردار تھے اور اُنھوں نے کفار کا ایک جاسوس گرفتار کر کے سب حال اُس سے دریافت کرلیا۔ اس لڑائی میں حضرت عمرؓ یہ منادی کرتے پھرتے تھے کہ جو شخص اسلام لاویگا اور کلمہ اسلام کہیگا اوسکو کسی قسم کی ایذا نہیں پہونچیگی۔ آخر بنی مصطلق کو شکست ہوئی اور مال غنیمت مسلمانونکے ہاتھ آیا۔ فتح کے بعد حضرت عمرؓ کے خادم جہجاہ غفاری اور ایک اعرابی یا انصار کے درمیان کچھ تکرار ہوئی جہجاہ نے اوسکو ایک تھپڑ مارا اور اُس نے اہل مدینہ کو اپنی امداد کے واسطے جمع کرلیا۔ مہاجرین بھی جمع ہو گئے اور سخت کلامی اور تلواروں تک نوبت پہونچی انصار نے اپنی غلطی کا اقرار کر کے معافی مانگی اور معاملہ رفع دفع ہوگیا۔
ذیقعدہ ۵ھ ہجری میں خندق کی لڑائی ہوئی۔ بنی نضیر کے یہودی جنکو ملک سے نکالا گیا تھا بنی وائل کے ساتھ قریش مکہ کے پاس گئے اور اونکو مدد دینے کا وعدہ کر کے مدینہ کی طرف لے آئے۔ قریش کا سردار ابو سفیان تھا اور بنی غطفان کے لوگ بھی شامل تھے۔ آنحضرت صلعم نے یہ خبر سنکر مدینہ کے گرد خندق کھود کر مورچہ بندی کی۔ یہود بنی قریظہ بھی حملہ آوروں کے ساتھ ہوگئے۔ حضرت عمرؓ خندق کے ایک طرف مامور تھے وہ خوب لڑے اور اپنے فرائض کو حسن طور پر انجام دیا۔ ازالۃ الخفاعن خلافۃ الخلفا میں لکھا ہے کہ پھر اسی مقام پر اونکے نام پر مسجد بنائی گئی۔ حملہ آوروں نے ایک مہینہ تک خندق کے گرد محاصرہ رکھا اور لڑائی ہوتی رہی۔ حضرت عمرؓ نے زبیر کی جماعت ساتھ لیکر دشمنوں پر حملہ کیا اور اُنکی جماعت کو تتر بتر کر دیا۔ مسلمان ایسقدر دل کھولکر لڑے کہ دشمن کو واپس ہٹنا پڑا۔
سر ولیم میور اپنی کتاب لائف اوف محمد میں لکھتے ہیں کہ ماہ ذیقعدہ ۶ھ ہجری میں آنحضرت صلعم نے مکہ میں جاکر حج وعمرہ ادا کرنیکا ارادہ کیا اور سوا اسباب ضروریات حج وعمرہ کے اور کچھ اپنے ساتھ نہ لیا۔ جب حدیبیہ میں پہونچے تو قریش مکہ نے اونکو مدد کا اور دونوں طرف سے

پیغام جاری ہوئے۔ قریش نے مسلمانوں کے قاصد کو پکڑ کر ایذا پہونچائی اور آنحضرت صلعم کی سواری کے اونٹ کو لنگڑا کردیا بلکہ جان کا خطرہ ہوا۔ پھر آنحضرت صلعم نے حضرت عمرؓ کو کہا کہ قریش مکہ کو جاکر سمجھاؤ کہ ہم لڑائی کے ارادے سے نہیں آئے ہیں ہمکو حج و عمرہ ادا کرتے ہیں مزاحم نہ ہوویں حضرت عمرؓ نے عرض کیا کہ قریش کی میرے ساتھ سخت عداوت ہی اور مکہ میں میرے قبیلہ بنی عدی میں سے کوئی نہیں ہے جو میری حمایت کریگا۔ بہتر ہے کہ حضرت عثمانؓ کو بھیجا جاوے کیونکہ اونکے خویش و اقارب کا وہاں بہت رسوخ ہے۔

بنی امیہ کا قبیلہ مکہ میں نہایت زورآور اور قوی تھا حضرت عثمانؓ اس قبیلہ میں سے تھے اور ابوسفیان اونکا چچیرا بھائی تھا۔ اس لئے آنحضرت صلعم نے حضرت عمرؓ کی رائے کو پسند فرمایا اور حضرت عثمانؓ کو قریش کے پاس بھیجا۔ مگر انہوں نے حضرت عثمانؓ کی بات کو بھی نہ مانا۔ بلکہ اونہیں قید کرلیا۔ اسپر یہ مشہور ہوگیا کہ حضرت عثمانؓ قتل ہوگئے۔ جب یہ خبر آنحضرت صلعم نے سنی تو لڑائی کا ارادہ کیا اور سب لوگوں سے بیعت کرالی کہ وہ لڑنے اور مرنے مارنے پر تیار رہیں گے۔ یہ بیعت جو ایک درخت کے نیچے ہوئی تھی بیعت الرضوان کے نام سے مشہور ہے۔ پھر معلوم ہوا کہ حضرت عثمانؓ کے قتل ہونے کی خبر غلط ہے۔ اور قریش مکہ نے صلح کا پیغام بھیجا آنحضرت صلعم نے شرائط صلح کو منظور کیا اور یہ قرار پایا کہ مسلمان اس سال حج و عمرہ نہ کریں۔ اور واپس چلے جاویں۔ دوسرے سال حج و عمرہ کے واسطے آویں مگر تین دن سے زیادہ مکہ میں نہ ٹھہریں۔ دس برس تک باہم لڑائی بند رہے۔ اگر کوئی شخص قریش مکہ کا بلا اجازت اپنے سردار کے آنحضرت صلعم کے پاس چلا آئے تو آپ اسکو قریش مکہ کے پاس بھیجدیں گے۔ اور اگر آنحضرت کے ساتھی قریشیوں میں سے کوئی شخص مکہ میں چلا جائے تو اوسکو قریش واپس نہیں دیں گے۔ ابھی عہدنامہ تحریر نہیں ہوا تھا کہ حضرت عمرؓ غصہ میں آکر اٹھ کھڑے ہوئے اور حضرت ابوبکرؓ کے پاس جاکر شکایت کی۔ اس کے بعد وہ آنحضرت صلعم کے پاس جاکر شکایت کرنے لگے مگر جب آپنے اچھی طرح سمجھایا تو اپنی غلطی کا اقرار کیا اور کفارہ میں غلام آزاد کرنیکا عہد کیا اصل میں حضرت عمرؓ کو شرائط کا آخری حصہ بہت ناپسند تھا جو یہ تھا کہ مسلمان قریش کے آدمیوں کو واپس کردیں اور قریش مسلمانوں کے آدمیونکو واپس نہ کریں۔ اس شرط کا نتیجہ یہ

ہوا کہ ابو جندل کو جس نے اسلام قبول کر کے آں حضرت صلعم کے پاس پناہ لی تھی واپس کرنا پڑا۔ سفر سے واپس آرہے تھے کہ جو لوگ بیعت رضوان میں شریک ہوئے تھے اونکی خوشخبری کے واسطے سورہ فتح نازل ہوئی اور ارشاد ہوا۔ لقد رضی اللہ عن المؤمنین اذ یبایعونک تحت الشجرۃ فعلم ما فی قلوبھم فانزل السکینۃ علیھم واثابھم فتحاً قریبا ہ

اس کے بعد ماہ جمادی الآخر ۷ہجری المقدس میں خیبر کی مشہور لڑائی ہوئی۔ یہ شہر شام کی طرف مدینہ سے آٹھ منزل پر واقع تھا اور کئی قلعوں سے مستحکم تھا۔ یہاں کے لوگوں کو اپنے قلعوں پر بہت فخر تھا اور بنی غطفان اور بنی اسد وغیرہ اُنکے ساتھ جا ملے تھے۔ یہودی جو مدینہ سے نکالے گئے تھے وہ بھی اونکے ساتھ شریک تھے۔ اُنکے جنگ کی تیاریوں کی خبر سُنکر آنحضرتؐ نے خیبر کیطرف کوچ کیا اور ایک مہینہ تک ہنگامہ کارزار گرم رہا۔ حضرت عمرؓ فوج میمنہ کے سردار تھے۔ چھوٹے چھوٹے قلعے فتح ہوگئے اور بنی غطفان اور بنی اسد نے اہل خیبر کا ساتھ چھوڑ دیا۔ حضرت عمرؓ ایکرات ایک یہود کو پکڑ لائے اور اُس سے بہت سا حال وہاں کا دریافت کیا۔ کئی لڑائیاں ہوئیں آخر ایک دن جب حضرت علیؓ لشکر اسلام کے سردار اور علم بردار تھے تو نہایت مضبوط قلعے حسن الوطیح اور حسن السلالم فتح ہوگئے اور یہودیوں نے صلح کر لی +

حدیبیہ پر جو عہد نامہ قریش کے ساتھ ہوا تھا وہ اوس پر قایم نہ رہے اور ظلم و تعدی شروع کردی۔ یہ خبر سُنکر آں حضرت صلعم نے لشکر جمع کرنیکا حکم دیا اور اونکو عہد شکنی کی سزا دینے پر آمادہ ہوئے۔ ابُوسفیان کو جب یہ حال معلوم ہوا تو اوس نے پھر عہد نامہ کی شرایط کو قایم رکھنا چاہا۔ مگر حضرت عمرؓ سخت مخالف تھے اور آں حضرت صلعم نے بھی ابوسفیان کی درخواست کو منظور نہ کیا اور ماہ رمضان ۸ہجری مقدس میں اپنا لشکر لے کر مکہ کو روانہ ہوئے۔ آنحضرتؐ کے چچا حضرت عباسؓ بھی آپ سے آملے اور دین اسلام قبول کیا۔ مسلمانوں کا لشکر جرار دیکھکر ابُوسفیان کے اوسان خطا ہوگئے اور اُس نے خود آں حضرت صلعم کی خدمت میں حاضر ہونیکا ارادہ کیا۔ حضرت عباسؓ نے اُس کی سفارش کرنی منظور کی اور جب وہ اوسکو لے کر آں حضرت صلعم کے پاس آئے تو اُسکی صورت کو دیکھکر آں حضرتؐ کو جوش آگیا اور آنحضرتؐ سے اجازت چاہی کہ اُسکا سر تن سے جُدا کردے مگر چونکہ حضرت عباس نے اُسکو پناہ دی تھی اسواسطے آنحضرت صلعم نے نہ چاہا کہ وہ

قتل کیا جائے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ابوسفیان اسلام کا اقرار کرکے مکہ کو واپس گیا اور مسلمانوں نے مکہ کو فتح کرلیا۔ آنحضرت صلعم نے کوہ صفا پر دعا مانگی اور شکرانہ نعمت بجا لاکر وہیں بیٹھ گئے حضرت عمرؓ آپکی خدمت میں کھڑے تھے اور قریش میں سے جو لوگ بیعت کرنے آتے تھے اونکو بیعت کرتے تھے اس طرح پہلے مرد اور پھر عورتوں نے بیعت کی ۔

دیگر مشہور لڑائیوں میں بھی حضرت عمرؓ رسول عربی کے ہمراہ رہے اور خوب ثابت قدمی سے کام لیتے رہے۔ حنین اور طائف اور تبوک کی لڑائیوں میں اُنہوں نے برابر استقلال سے ساتھ دیا آنحضرت صلعم نے بعض دفعہ حضرت عمرؓ کو دوسرے سرداروں مثلاً ابو عبیدہ بن جراح اور عمر بن العاص کے ماتحت بھی بھیجا۔ اسامہ بن زید کے بھی وہ ماتحت رہے ۔

حضرت عمرؓ سخت طبیعت والے مشہور تھے۔ جب حضرت ابوبکرؓ نے اپنے بعد اونکو خلیفہ مقرر کرنیکی نسبت عبدالرحمٰن بن عوف سے مشورہ لیا تو اُنہوں نے اِس ارادے کو بہت پسند کیا مگر ساتھ ہی حضرت عمرؓ کی درشتی طبیعت کا ذکر کیا۔ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا کہ اسکی وجہ یہ ہے کہ وہ میری طرف سے نرمی اور رحمدلی دیکھتے ہیں جب وہ خود خلیفہ ہونگے تو اونکی طبیعت میں فرق آجائیگا۔ مَیں نے اچھی طرح دیکھا ہے کہ جب مَیں کسی پر غصہ ہوتا تھا تو وہ سفارش کرتے تھے اور اگر مَیں نرمی کرتا تھا تو وہ سختی کرتے تھے۔

حضرت عثمانؓ نے بھی حضرت عمرؓ کے تقرر کو پسند کیا اور کہا کہ حضرت عمرؓ میں جو جوہر پوشیدہ ہیں وہ ظاہر نہیں ہیں ہم میں کوئی بھی اونکا ثانی نہیں ہے۔ طلحہ نے مخالفت کی اور حضرت ابوبکرؓ سے عرض کیا کہ آپکی زندگی میں ہی ہم لوگ حضرت عمرؓ کی سختی سے تنگ ہیں جب آپ ہی ملک بقا ہونگے تو ہمارا کیا حال ہوگا۔ اسپر حضرت ابوبکرؓ بہت گھبرائے اور طلحہ کو مخاطب کرکے فرمایا کہ کیا تم مجھے ڈراتے ہو مَیں قسم کھاتا ہوں کہ اگر میرا خالق مجھ سے یہ پوچھے گا کہ تو نے حضرت عمرؓ جیسے سخت آدمی کو کیوں خلیفہ بنایا ہے تو مَیں کہونگا کہ لوگوں میں جو سب سے اچھا آدمی مجھکو نظر آیا مَیں نے اوسکو مقرر کردیا تھا۔ جب حضرت ابوبکرؓ حضرت عمرؓ کو خلیفہ مقرر کر چکے تو آپنے حضرت عثمانؓ کو فرمایا کہ پڑھکر سناؤ۔ جب سنا چکے تو خدا کی تعریف کی اور کہا الحمد للہ کہ اس طرف سے مجھکو اطمینان ہوا کیونکہ مَیں تمکو متفکر دیکھتا تھا کہ اگر کوئی شخص میرے جیتے جی خلیفہ مقرر نہ ہوا تو لوگ تذبذب میں رہیں گے

سرسید احمد خاں تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا زمانہ خلافت تو شمار

نہیں کرنا چاہیئے کیونکہ درحقیقت وہ زمانہ بھی حضرت عمرؓ ہی کی خلافت کا تھا اور وہی بالکل خیل اور منتظم تھے۔

حضرت ابوبکرؓ کو حضرت عمرؓ پر بہت بھروسہ تھا اور ہر امر میں اُن سے مشورہ لیا کرتے تھے اور اُن کی صلاح کو نہایت وقعت کی نگاہ سے دیکھتے تھے سوائے ایک دو معاملات کے جنمیں اختلاف ظاہر ہوا۔

باب دویم

حضرت عمرؓ کی خلافت اور جنگ عراق

بعد وفات حضرت ابوبکرؓ حضرت عمرؓ نے ممبر پر چڑہکر لوگوں کو یوں مخاطب کیا۔ "اہل عرب کی مثال ایک سرکش شتر کی ہے جسکو مجبوراً اپنے چلانے والے کی متابعت کرنی پڑتی ہے اور یہ کام چلانے والے کا ہے کہ خیال رکھے کس طرف وہ شتر جاتا ہے۔ قسم خدائے کعبہ کی اسی طرح میں بھی تمکو ایسے رستہ پر چلاؤنگا جسپر تمکو چلنا چاہیئے"۔

پہلا کام تخت خلافت پر متمکن ہوکر حضرت عمرؓ نے یہ کیا کہ خالد کو برطرف کیا اور دوسرا کام حضرت ابوبکرؓ کی وصیت کو پورا کرنا تھا یعنی مثنیٰ کے واسطے نئی فوج بھرتی کرنا۔

ایک نیا علم مسجد کے صحن میں گاڑدیا گیا کہ عراق کی مہم پر جانے والے سپاہی اس کے گرد جمع ہو جاویں پھر تین دن تک برابر وفاداری کی سوگندیں اور عہد ہوتے رہے۔ ایرانیوں کی جاہ وجلال کا خوف لوگوں کے دلوں پر کچھ ایسا طاری تھا کہ کسیکو فوج میں بھرتی ہونیکی دلیری نہ ہوئی۔ یہ دیکھکر مثنیٰ نے اپنی فتوحات بیشمار مال غنیمت قیدی مردوں اور عورتوں اور دشمن کی اُن زرخیز زمینوں کا ذکر کیا جنکو اُنہوں نے پہلے ویران کیا تھا۔ اس تقریر کو سنکر غول کے غول جمع ہونے لگے اور سب سے پہلے ابوعبید طایف کے رہنے والے آگے بڑھے۔ جب ایکہزار کی جماعت جمع ہوگئی تو اُنہوں نے حضرت عمرؓ کو کہا کہ ہم میں کا کوئی افسر ہمپر مقرر کرو۔ حضرت عمرؓ نے انکار کیا اور کہا کہ میں اُس شخصکو مقرر کرونگا جو سب سے پہلے اس کام کے واسطے نکلا ہے پھر ابوعبید کی طرف

مخاطب ہو کر کہا کہ تو نے سب سے پہلے اِس کام کو کرنا چاہا ہے۔ اس واسطے اِن سب کا سردار مَیں تم کو مقرر کرتا ہوں +

اِس وقت ایران میں کئی انقلاب ہو چکے تھے۔ بہت سی کُشت وخون کے بعد جو شاہی خاندان کی ایک لیڈی تھی رستم کی مدد سے تخت پر بیٹھ گئی جسکو اُس نے خراسان سے بلایا تھا۔ رستم ایک منجّم تھا اور اُس نے ستاروں کے حساب سے ایران کی بدقسمتی دیکھ لی تھی جب اوسکو پوچھا گیا کہ تو دیدہ و دانستہ ایک ایسے معاملہ میں کیوں شریک ہوتا ہے جسکا نتیجہ تباہی ہے تو اوسنے کہا کہ جاہ و جلال اور مال و دولت کے لالچ سے مَیں نے یہ کام کیا ہے۔ بوران نے رستم کو سپہ سالار اور مختار مقرر کیا اور سب امراء اُس کے گرد جمع ہوئے بڑے بڑے مالکان اراضی حملہ آوروں کے مقابلہ میں اُٹھ کھڑے ہوئے اور رستم نے دو دستے فوج کے مدائن سے روانہ کئے ایک زیر کمان جاپان تھا اور دُوسرا زیر کمان نرسا۔ تمام ملک اطاعت عرب سے منحرف ہو گیا۔ مثنیٰ نے اپنی فوجکو جمع کیا مگر اوسکی تعداد دشمن کے مقابلہ میں بہت قلیل تھی۔ اس لئے اوسکو حیرہ کو چھوڑ کر مدینہ کے رستہ پر خفان میں ابو عبید کا انتظار کرنا پڑا۔ رستہ میں بہت سی اقوام عرب ابو عبید کے ساتھ ہوئی۔ اور خفان میں پہنچکر ابو عبید نے چند روز قیام کیا پھر جاپان پر حملہ کرکے اوسکو شکست فاش دی۔ اس کے بعد دریائے فرات کو عبور کرکے کسکر کی طرف بڑھا اور نرسی کو شکست دی اور بہت سامان و اسباب لُوٹا بیشمار کھجوریں اُنکے ہاتھ آئیں جو فوجکا ناشتہ بنیں۔ اور کچھ مدینہ میں بھیجی گئیں۔ ابو عبید نے کھجوروں کے ساتھ حضرت عمرؓ کو لکھا کہ خدا نے ہم لوگوں کے واسطے یہ خوراک بھیجی ہے جسکو اس سے پہلے صرف شاہان ایران کھایا کرتے تھے۔ ہماری عین آرزو ہے کہ آپ خود انکو اپنی آنکھوں سے دیکھیں اور اپنی لبوں سے انکا مزہ چکھیں اور خدا کی تعریف کریں جس نے اپنے فضل و کرم سے یہ نعمت عظمےٰ ہمارے کھانیکے واسطے بھیجی۔ ابو عبید نے جالینوس ایک اور سپہ سالار کو بھی شکست دی جو نرسا کی مدد کیواسطے آیا تھا +

جب ایرانیونکو اس طرح شکست ہوئی تو رستم کو سخت جوش آیا اور اوس نے ایک لشکر کثیر جو تیس ہزار سے کم نہ تھا ایک جنگجو اور مشہور افسر بہمن کے ماتحت مسلمانوں کے مقابلہ کے واسطے روانہ کیا دریائے فرات کے کنارے پر لشکر نے ڈیرے ڈالدیئے اور مسلمانوں کی فوج دوسری طرف

پڑی ہوئی تھی۔ ابوعبیدہ سے بہت بڑی چوک ہوئی۔ ہرچند اہل لشکر نے منع کیا مگر اُس نے نہ مانا
اور دریا کے اُس پار جاکر جہاں کوئی ٹھیک موقع نہیں تھا لڑنا چاہا مسلمانوں کی فوج دس ہزار
سے کم تھی اور ایرانی فوج کو ہاتھیوں سے بہت مدد پہونچی ایک اُن میں سفید ہاتھی بھی تھا
جسپر ابوعبیدہ نے تنہا تلوار لیکر حملہ کیا مگر کوئی ضرب کاری نہ لگی اور ہاتھی نے سونڈ سے
پکڑکر پاؤں میں روند ڈالا۔ پھر تو بہت سے مسلمان مارے گئے اور دریا کا پل توڑ دینے سے
مسلمان فوج پار نہ جاسکی۔ بہتوں نے دریا میں کودکر اپنی جان دیدی۔ یہ حال دیکھکر مثنیٰ
بہت پریشان ہوا۔ مگر حوصلہ کرکے چند آدمی ہمراہ لیکر ایرانیوں اور مسلمان فوج کے درمیان ڈٹ
گیا اور کہنے لگا کہ جبتک اسلامی فوج خیروعافیت سے دریا سے پار نہ اُتر جائیگی ہرگز یہاں سے
نہیں ہٹونگا۔ پھر پل کی مرمت کا حکم دیا اور چلایا کہ اپنے آپکو ضایع مت کرو۔ اطمینان سے اُترو
میں تمہاری حفاظت کرونگا۔ اس اثناء میں اُس نے ایک کاری زخم کھایا مگر وہ برابر استقلال سے
کھڑا رہا اور مسلمانوں کو پار اوتارتا رہا۔ جب رہی سہی فوج پار گذر گئی تو مثنیٰ نے خود پار آکر پل کو
کاٹ دیا اور بہمن کا راستہ بند کردیا۔ چار ہزار کے قریب دریا میں کودکر مرگئے۔ نئی فوج سے
دو ہزار آدمی بھاگ گئے اور صرف تین ہزار آدمی مثنیٰ کے ساتھ رہ گئے۔ چونکہ ایران میں
فساد برپا تھا اسلئے بہمن کو واپس جانا پڑا۔ اس سے مسلمانونکو اپنی جمعیت فراہم کرنیکا موقع
ملگیا۔ یہ شکست ماہ شعبان ۱۳ھ مطابق اکتوبر ۶۳۴ء میں وقوع میں آئی۔ جاپان کو معلوم
نہیں تھا کہ اونکا سپہ سالار یوں مداین کی طرف یکایک چلا گیا ہے اُس نے یہ سمجھکر کہ اہل عرب
فتاح فوج کے سامنے بھاگ نکلے ہیں اونکا تعاقب کیا۔ مگر مثنیٰ نے اُسکو گرفتار کیا اور اُس کے
ہمراہی بھی گرفتار ہوئے۔

حضرت عمرؓ نے اِن منحوس خبروں کو نہایت تحمل سے سُنا اور جو فوج بھاگ کر مدینہ
پہونچی تھی اُس کو بہت تسلی دی اور کہا کہ جو دیندار دشمن کا مقابلہ کرتا ہے اور مصیبت میں
مبتلا ہوتا ہے میں اوسکی پشت پناہ ہوں۔ اللہ تعالےٰ ابوعبیدہ پر رحم کرے اگر وہ زندہ بچ جاتا اور
کسی ٹیلے پر پناہ گزین ہوتا تو میں ضرور اُس کی حمایت کرتا۔

اب بڑی سرگرمی سے پھر لڑائی کی تیاریاں ہونے لگیں اور جوق جوق فوج جمع ہونے

لگی۔ تھوڑے ہی عرصہ میں ایک فوج کثیر جریر بن عبداللہ کے ماتحت روانہ کی گئی اور مثنیٰ کو اطلاع دی گئی۔ بویب کے مقام پر ایرانیوں کی ایک لاکھ فوج کے ساتھ مقابلہ ہوا۔ مثنیٰ نے اپنے سپاہیوں کے دل خوب بڑھائے۔ پہلے مسلمانوں کے پاؤں کچھ اُکھڑے نظر آئے مگر مثنیٰ نے اونکو حوصلہ دیا پھر وہ ایسا جی کھولکر لڑے کہ ایرانیوں کے چھکے چھوٹ گئے اور وہ بھاگنے لگے۔ مگر چونکہ مسلمانوں نے پُل توڑ دیا تھا اس واسطے ایرانیوں کو پھر مجبوراً مقابلہ ہی کرنا پڑا۔ کشت وخون کا بازار گرم ہوا اور ایرانی مقتولوں کے انبار لگ گئے۔ ایرانی افسر فوج یعنی مہران بھی میدان جنگ میں ایک عیسائی نوجوان کے ہاتھ سے مارا گیا۔

اس لڑائی میں مسلمانوں کا بہت نقصان ہوا۔ مثنیٰ کا بھائی مسعود بھی مارا گیا اور ایک عیسائی سردار عمر بھی قتل ہوا۔ اس لڑائی میں عیسائیوں نے ایرانیوں کے مقابلہ میں مسلمانوں کا ساتھ دیا۔ بیشمار مال غنیمت اناج اور مال مویشی ان کے ہاتھ آیا۔ اس فتح عظیم کے بعد مثنیٰ چند ماہ تک زندہ رہا۔ وہ اُس زخم سے جانبر نہ ہوسکا جو جنگ جسر میں اُسکو لگا تھا۔

سر ولیم میور لکھتے ہیں کہ مثنیٰ کی لیاقت اور قابلیت کی پوری داد نہیں دی گئی۔ اُسمیں یہ نقص تھا کہ وہ مدینہ کے اعلیٰ خاندان میں سے نہیں تھا۔ جریر نے جو بنی جدیلہ کا سرگروہ تھا۔ عراق میں اُس کے ماتحت کام کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ کیونکہ وہ کہتا تھا کہ مثنیٰ محض ایک بدو سردار ہے اور اصحاب رسولؐ میں سے نہیں ہے۔

پھر سر ولیم میور لکھتے ہیں کہ سپہ سالاری میں وہ صرف خالد سے کم تھا۔ اگرچہ خالد کی سی چستی اور تیزی اُس میں نہ تھی۔ اِلّا فنون جنگ اور زور کرتب سپاہیانہ میں اُس سے کم نہ تھا۔ خالد کی طرح وہ بلا امتیاز ظلم روا نہیں رکھتا تھا۔ اور نہ اُس کی طرح ذاتی خواہش کو پورا کرنے کے واسطے فتح سے کام لیتا تھا۔ یہ صرف مثنیٰ کے استقلال اور تحمل کا نتیجہ تھا کہ جنگ جسر میں مسلمانوں کی فوج کچھ باقی رہ گئی۔ عیسائیوں سے مدد لینا اور اپنے کام میں اونکو شریک کرنا اُسی کا کام تھا۔ خواہ اُس کے ساتھ کچھ ہی سلوک ہوا اُسکی جان نثاری اور وفاداری میں جو حضرت عمرؓ کے ساتھ اُسکو تھی کچھ فرق نہیں آیا۔

باب سوئم

جنگ شام و فتح دمشق

ہجری ۱۴ء مطابق ۶۳۵ء

سب سے پہلے حضرت عمرؓ نے افواج شام کا ایک نیا سپہ سالار مقرر کیا اور قرقہ کی فتح کے بعد خالد نے حضرت عمرؓ کے فرمان کے مطابق اپنے عہدے کا چارج ابو عبیدہ کو دیدیا او حضرت عمرؓ کے اِس سلوک سے وہ کچھ بھی ملول خاطر نہیں ہوا بلکہ اُسی طرح ساعی اور سرگرم رہا۔ ابو عبیدہ بہت نرم مزاج اور فن جنگ سے بے بہرہ تھا اس واسطے وہ ہمیشہ خالد کی صلاح کے مطابق عمل کرتا تھا۔

مسلمانوں نے یرموک کے مقام پر ایک زبردست دستہ فوج چھوڑ کر دمشق کا رُخ کیا۔ راستہ میں معلوم ہوا کہ فلسطین میں یونانیوں کی شکست یافتہ فوج پھر جمع ہوگئی ہے جس سے مسلمانوں کی فوج عقب کو اندیشہ تھا وقت بہت نازک تھا اسلئے ابو عبیدہ نے خلیفہ سے اس معاملے میں اِحکام طلب کئے حضرت عمرؓ نے حکم دیا کہ دمشق پر خوب حملہ کرو۔

دمشق شام میں ایک بہت پُرانا شہر تھا۔ اور قیصر نے ایک فوج عظیم سے اُسکو مضبوط کر رکھا تھا۔ مگر مسلمان صرف دشمن کی فوجوں کو جہاں کہیں وہ ملیں وہیں روکتے رہے اور آپ محاصرہ دمشق میں لگے رہے۔ دمشق میں اُنہوں نے یونانیوں کی ایک فوج کثیر کو شکست دی جو قلعہ بند ہوئے اور مسلمانوں نے محاصرہ کر رکھا۔ شہر اسقدر مضبوط تھا کہ مسلمانوں نے شہر پناہ کو توڑنے کے لئے ہزار جتن کئے مگر کچھ پیش نہ گئی مغرب کی طرف ابو عبیدہ تھے اور مشرق کی طرف خالد اور صبح شام لڑائیاں ہوتی رہیں۔

شہر دمشق سطح بحر سے دو ہزار فٹ بلند واقع ہے اہل شہر کو اطمینان تھا کہ سردی سے مسلمان لوگ خود بھاگ جائیں گے۔ مگر مہینوں گذر گئے اور وہ برابر فصیل شہر کے گرد پڑے رہے

بجائے اسکے کہ مسلمان پیچھے ہٹتے اُنہوں نے اَور بھی زور سے حملہ کیا اور اہل دمشق کی تمام اُمید انکو بلیا میٹ کر دیا
ایکدن لشکر شہر عیش و عشرت میں مشغول تھا۔ وہاں کے حاکم نے اہل قلعہ کو ضیافت دی تھی خالد
نے یہ موقعہ تاڑ کر ابو عبیدہ کو اطلاع دی اور یکایک حملہ کر کے خندق تیر گیا اور کمندیں ڈالکر مسلمانوں
کو شہر میں پہونچا دیا پھر تو اللہ اکبر کے نعرے بلند ہونے لگے۔ اگر یونانی اسوقت ابو عبیدہ سے
صلح نہ کرتے تو قتل عام ہو جاتا۔ آخر کار ۱۴ ھ ہجری کے موسم گرما میں شہر فتح ہو گیا اور بہت سا
مال و اسباب اور غلہ مسلمانوں کے ہاتھ آیا ۔

موسم گرما اچھی طرح آگیا تھا اور ابھی مسلمان دمشق میں ڈیرے ڈالے پڑے تھے۔ وہ حمص میں
ہرقل پر حملہ کرنا چاہتے تھے مگر حضرت عمرؓ نے اُنکو آگے بڑھنے سے روکا کیونکہ عقب میں دشمن کی فوج
تھی۔ اس لئے یزید بن ابی سفیان کو دمشق کا حاکم مقرر کر کے ابو عبیدہ باقیماندہ فوج لے کر غور اُ محل
کی طرف بڑھا۔ صوبہ جارڈن زیر کمان شرجیل تھا اسواسطے خاص انتظام لڑائی کا اُس کے ہاتھ
میں تھا۔ خالد فوج ہراول کا افسر تھا اور خود ابو عبیدہ اور عمرو نگ افسر تھے۔ نامور ضرار افسر رسالہ
تھا اور آیادہ پلٹن کا کمان افسر تھا۔

یونانی لوگ مسلمانونکو غافل پاکر دبانا چاہتے تھے۔ مگر اُنکو معلوم نہیں تھا کہ شرجیل ہر وقت ہوشیار
اور خبردار رہتا ہے۔ ایک سخت لڑائی ہوئی اور یونانی دن بھر برابر جمے رہے۔ مگر آخر کار اُنکا افسر مارا
گیا اور مسلمانونکو فتح نصیب ہوئی۔ اِس لڑائی میں مسلمانوں کا نقصان بہت کم ہُوا۔ اور بیشمار مال
غنیمت انکے ہاتھ آیا جس سے اور مُلک فتح کرنے کا شوق انکے دل میں پیدا ہُوا۔

اب کوئی دشمن نظر نہیں آتا تھا حضرت عمرؓ نے حکم دیا کہ خالد کی فوج واپس عراق کو بھیجی جاوے
چنانچہ وہ فوج ہاشم بن عتبہ کی زیر کمان بھیجی گئی۔ ابو عبیدہ معہ خالد اور دیگر سرداران نامور کے
واپس دمشق ہوئے اور شرجیل اور عمرو انتظام جارڈن کے واسطے پیچھے رہے ۔

باب چہارم

یزدجرد اور جنگ قادسیہ

امرا ایران رستم اور اپنی ملکہ کے ہاتھ سے نالاں تھے۔ وہ کہتے تھے کہ ان دو

شخصوں نے سلطنت کو برباد کردیا الیلیوں میں جمع ہوکر تجویز کی کہ شاہی خاندان کے کسی پسماندہ کو تخت پر بٹھلایا جاوے۔ آخرکار یزدجرد تخت ایران پر جلوس فرما ہوا۔ اور اُمرا اُس کے گرد جمع ہوئے پھر فوج جمع ہونے لگی۔

ادھر حضرت عمرؓ نے جنگ کی تیاریاں کرنی شروع کردیں۔ سب اطراف واکناف میں فرمان جاری ہوئے کہ فوراً چلے آؤ۔ پھر اہل عرب جھٹ آمادہ جنگ ہوگئے۔ جنوبی ممالک کی فوج کو مدینہ میں خلیفہ کی خدمت میں حاضر ہونے کا حکم تھا اور جو فوج ملک شام کے قریب تھی اوسکو یہ حکم تھا کہ براہ راست مثنیٰ کے پاس جاوے۔

سوال اب یہ درپیش تھا کہ افسر کس کو مقرر کیا جاوے حضرت عمرؓ نے فرمایا اس شیر ژیان یعنی سعد بن مالک سے بڑھ کر اور کون افسر ہونیکے لائق ہے سعد کی عمر اسوقت چالیس سال کی تھی اور چھوٹی عمر میں ہی اُس نے مکہ میں اسلام قبول کیا تھا حضرت عمرؓ نے سعد کو نصیحت کی کہ خداوند کریم حسب و نسب کو نہیں دیکھتا بلکہ نیک اعمال اور لیاقت کو دیکھتا ہے کیونکہ اُسکی نظر میں سب بنی نوع انسان برابر ہیں اور چار ہزار فوج لے کر جسمیں عورتیں اور بچے بھی تھے عراق کی طرف روانہ ہوا۔

معلوم ہوتا ہے کہ کوئی مشہور اور نامور آدمی ایسا باقی نہیں رہا تھا جسکو حضرت عمرؓ نے اس جنگ میں نہیں بھیجا۔ جنگجو۔ شاعر۔ فصیح کلام والا۔ سردار اور صاحب اسپ و ونار سب روانہ کردئیے گئے اسوقت سعد کے ماتحت بیس ہزار آدمیوں کی جماعت تھی۔ اور جب فوج شام سے واپس آگئی تو تعداد تیس ہزار ہوگئی۔ سعد کے پہونچنے سے پہلے مثنیٰ راہی عالم بقا ہوچکا تھا اُسکا بھائی مثنیٰ سعد کے پاس آیا اور مثنیٰ کا یہ پیغام اوسکو دیا۔ حدود صحرا پر دشمن کا مقابلہ کرو۔ تمکو فتح نصیب ہوگی اور اگر خرابی کی کوئی صورت نظر آئی تو جنگل بیابان تمہارے پیچھے ہے تم اس سے اچھی طرح واقف ہو۔ ایرانیوں میں یہ طاقت نہیں کہ وہاں گھس سکیں۔ اسجگہ سے تم پھر حملہ کرسکتے ہو۔

سعد نے فوج کا از سر نو انتظام کیا۔ دس دس آدمی کی ایک کمپنی بنائی گئی اور ایک ایک چیدہ افسر مقرر کیا گیا۔ نامور بہادر علم بردار تھے۔ فرقوں اور قوموں کے دستے اور پلٹنیں تھیں۔ اسی ترتیب سے انہوں نے کوچ اور میدان جنگ میں قدم رکھا۔ کارزار کے متعلق کئی محکمے مختلف کاموں کے واسطے تھے۔ ذمہ داری کا کام تجربہ کار بہادروں کے سپرد تھا جنہوں نے صدہا لڑائیوں

علم کے نیچے تجربہ حاصل کیا ہوا تھا۔ اس فوج میں قریباً چودہ سو اصحاب تھے اور ننانوے وہ بہادر تھے جنہوں نے جنگ بدر میں بہادری کی داد دی تھی۔ سعد عورتوں اور بچوں کو ایک دستہ رسالہ کی حفاظت میں رکھکر قادسیہ کی طرف بڑھا۔

رستم حسب عادت انتظار کرنا چاہتا تھا مگر بادشاہ بالکل بیقرار تھا۔ مسلمانوں نے امرا کے قلعوں پر حملے کئے اور اُنکے عشرت کدوں کو ویران کر دیا۔ جیرہ کے قریب حملہ آور ایک دلہن کو جو کسی امیر کی لڑکی تھی معہ اسکی لونڈی کنیزکوں کے گرفتار کر کے لے گئے۔ چراگاہوں سے گلے کے گلے فوج میں شامل کئے گئے۔ لوگوں نے شور مچایا اور مالکان اراضی نے آخر کار مطلع کر دیا کہ اگر دیر ہوگی تو وہ دشمن کی اطاعت قبول کر لیں گے۔ یہ حال دیکھکر یزدجرد نے رستم کی ایک بھی نہ سُنی اور کہدیا کہ فوراً آگے بڑھو۔

اس اثناء میں سعد نے خلیفہ کے ساتھ برابر خط و کتابت جاری رکھی حضرت عمرؓ نے کل کیفیت ملک کی دریافت کی اور سعد نے مفصل حال عرض کیا۔ جب خلیفہ کو اطمینان ہوا تو آپنے نصیحت کی کہ خبردار رہنا اور صبر سے کام لینا پہلے یزدجرد کو یہ کہنا کہ دین اسلام قبول کر لے ورنہ اپنی سلطنت کھو بیٹھے گا۔ اس فرمان کو پورا کرنیکے واسطے بیس آدمی جو بہادر جنگجو تھے یزدجرد کے پاس گئے اور اوسکو کہا کہ دین اسلام قبول کرو یا جزیہ دو ورنہ سلطنت سے ہاتھ دھو بیٹھو۔ بادشاہ نے اس کا جواب بہت حقارت آمیز الفاظ میں دیا اور کہا کہ تمہاری کچھ حقیقت نہیں ہے تم ایک ویران ملک کے بھوکے لٹیرے ہو آؤ میں تمکو ایک لقمہ دونگا اور تم سیر ہو کر اطمینان سے چلے جاؤ گے۔ اُن بہادروں نے کہا تو سچ کہتا ہے ہم غریب اور بھوکے ہیں لیکن خدا ہمکو دولتمند اور مطمئن کریگا۔ تیرا ارادہ لڑائی کرنیکا ہے پس تلوار ہمارے اور تمہارے درمیان فیصلہ کر دیگی۔ اسپر بادشاہ بہت طیش میں آیا اور کہنے لگا کہ اگر تم لوگ قاصد نہ ہوتے تو میں تم سب کو تہ تیغ کر دیتا۔ ادھر لاؤ ایک مٹی کا ڈھیلا اور اوسکو اٹھا کر لیجاؤ مسلمانوں نے اسکو فال نیک سمجھا اور عاصم اٹھا کر لے آیا۔ کیونکہ اس سے گویا مراد یہ تھی کہ سرزمین ایران مسلمانوں کو ملگئی۔

رستم اب انتظار نہیں کر سکتا تھا وہ ایک لاکھ بیس ہزار فوج جرار لیکر روانہ ہوا۔ اور چار ماہ کے بعد نجف سے گذر کر اسلامی لشکر کے سامنے آموجود ہوا اور عتیق کے دوسرے کنارے پر ڈیرے

ڈالدیئے۔ ایک دفعہ طلیحہ اکیلا رات کیوقت دشمن کے لشکر میں جا پہونچا اور خیمے کی رسی توڑ کر تین گھوڑے
لیگیا۔ دشمنوں نے اوسکا تعاقب کیا مگر اوس نے سب کو یکے بعد دیگرے قتل کیا اور سب سے آخیر جو آیا تھا
اوسکو طلیحہ گرفتار کرکے لے آیا۔ یہاں آکر اوس نے دین اسلام قبول کیا اور پھر ہمیشہ طلیحہ کے ہمراہ
وفاداری سے دشمنوں کے ساتھ لڑتا رہا۔

مسلمانوں کے لشکر میں ہر دستہ کے شروع میں سورہ جہاد پڑھی جاتی تھی جسکو سنکر لوگوں کے
دل بشاش ہو گئے اور اونکی آنکھیں روشن ہو گئیں پہلی تکبیر پر مسلمان معہ تمام فوج کو آواز دیتا تھا
اور دوسری اور تیسری تکبیر پر وہ مسلح ہوکر اپنے گھوڑوں کو لڑائی کے واسطے تیار کر لیتے تھے غالب جو
بنی اسد میں سے تھا شعر پڑھتا ہوا آگے بڑھا اور ہرمز کے ساتھ اوسکی مٹھ بھیڑ ہوئی جسکو وہ گرفتار کرکے
سعد کے پاس لیگیا۔ عاصم جو بنی تمیم کا سردار تھا اسی طرح شعر پڑھتا ہوا دشمن کی فوج میں جا پہونچا
اور وہاں سے ایک خچر چلانیوالے کو خچر سمیت لیگیا۔ اس خچر پر شاہ ایران کا نہایت عمدہ سامان خورد اک
تھا۔ ابو محجن کی کہانی نہایت عجیب ہے۔ وہ قلعہ میں بہ تحویل سلیمہ قید تھا۔ اوسکو لڑائی میں شامل ہونیکے واسطے
اسقدر جوش آیا کہ اوس نے سلیمہ سے درخواست کی کہ مجکو چھوڑ دو۔ میں پھر یہاں ہی آجاؤنگا سلیمہ نے
اوسکو چھوڑ دیا اور اپنے خاوند کے سفید گھوڑے پر سوار کیا۔ ابو محجن نے ہل چل ڈالدی اور دشمن
کی فوج میں کبھی ادھر جاتا تھا اور کبھی ادھر۔ آخر اپنی بہادری اور مردانگی دکھا کر حسب وعدہ
واپس آیا اور بیڑیاں پہن لیں۔

ہاتھیوں نے مسلمانوں کی فوجکو پراگندہ کر دیا۔ اہل عرب کے گھوڑے اونکی صورت کو
دیکھکر ڈر گئے اور دہشت زدہ ہوکر بھاگے۔ پھر ہاتھیوں نے میمنہ اور میسرہ پر حملہ کرکے چاروں
طرف اندھا دھند مچادی۔ یہ حال دیکھکر عاصم نے بنی تمیم میں سے اچھے اچھے تیرانداز منتخب
کئے جنھوں نے نزدیک ہوکر سواروں کو ایک ایک کرکے گرا دیا اور تسمے کھولدیئے۔ ہودے گر
پڑے اور ہاتھی بے سوار بھاگ نکلے۔ اس سے مسلمان پھر اپنی جگہ پر قایم ہو گئے لیکن چونکہ اندھیرا
ہوتا جاتا تھا۔ اسواسطے دونوں فوجیں رات کو آرام کرنیکے واسطے واپس آئیں۔

مسلمانوں کے لشکر میں مایوسی چھائی ہوئی تھی سعد نشانہ طعن و ملامت بنا ہوا تھا اور سلیمہ
کہتی تھی افسوس ایک ساعت کے واسطے مثنیٰ یہاں ہوتا افسوس آج مثنیٰ یہاں نہیں ہے سعد کو

سلیمہ کا کلام بہت برا معلوم ہوا اور اس نے غصہ میں آکر سلیمہ کے چہرے پر ایک تھپڑ مارا۔ پھر کہا شنی کون ہے کیا وہ انکا مقابلہ کر سکتا ہے۔

صبح کے وقت مجروحوں اور مقتولوں کا انتظام ہوتا رہا۔ اور جس وقت پھر لڑائی شروع ہوئی اُسوقت دن اچھی طرح چڑھا ہوا تھا عین اسوقت پہلا دستہ فوج شام کا زیر کمان قعقاع نظر آیا جو فوراً ہاشم کو ایکہزار فوج کے ساتھ چھوڑکر آگے بڑھا۔ اللہ اکبر کے نعروں سے سلمانوں کے حوصلے بڑھ گئے اور وہ اپنی گزشتہ مصیبت کو بھول گئے۔ ایرانیوں کی بھی بہت بری حالت ہوئی تھی۔ اُنکے بہادر یکے بعد دیگرے قعقاع اور اُس کے ہمراہیوں سے قتل ہوئے تھے اور اس دن اُنکے پاس کوئی ہاتھی نہیں تھا سخت لڑائی اور بہت خونریزی ہوئی۔ دو ہزار مسلمان اور دس ہزار ایرانی میدان جنگ میں مُردہ اور مجروح پائے گئے۔

تیسرے دن صبح کے وقت پھر فوج نے اپنے مُردہ ساتھیونکو میدان کارزار سے نکالا۔ ایک میل تک مُردہ اور مجروحوں کا کھیت تھا۔ مجروح عورتوں کی حوالہ کئے گئے کہ انکی مرہم پٹی کریں اور مردہ لوگ عثیب کے عقب میں ایک وادی میں دفن کئے گئے۔ جو لوگ بیمار تھے وہ ایک کھجور کے درخت کے نیچے لٹا دیئے گئے۔ سعد کو ایک ایرانی پناہگزین سے معلوم ہوا کہ اگر ہاتھی کی آنکھیں نکالدی جاویں اور سونڈ کاٹ دیا جاوے تو وہ فوراً مغلوب ہو جاتا ہے۔ قعقاع اپنے بھائی عاصم اور دیگر ہمراہیوں کو لے کر نکلا۔ دشمن کے پاس دو بڑے ہاتھی تھے۔ قعقاع وغیرہ اپنے گھوڑوں سے اُترے اور بڑے سفید ہاتھی کی آنکھ میں قعقاع نے اپنا نیزہ مارا جس سے اُس حیوان نے اپنا سر ہلایا مہاوت کو گرادیا اور اپنے سونڈ سے قعقاع کو دُور پھینکدیا۔ دوسرے ہاتھی کی اس سے بھی ابتر حالت ہوئی اور وہ سب کے سب دریا میں کود پڑے اور غائب ہو گئے۔

تیسری رات طرفین میں بیچینی تھی سعد نے نماز پڑھی۔ کیونکہ تمام رات اُسکو کوئی خبر ٹھیک نہیں ملی تھی۔ مسلمان پھر تیزی اور ہوشیاری سے حملہ کرنیکے واسطے نکلے۔ ایرانی میمنہ اور میسرہ میں ہل چل پڑگئی۔ رستم گرتا پڑتا کنارے کیطرف گیا اور دریا میں کود پڑا لیکن ایک سپاہی نے اوسکو پہچان لیا اور باہر لاکر قتل کر ڈالا۔ ایرانی لوگ اپنے افسر کے قتل ہونیکے بعد بھاگے اور قتل کئے گئے۔ مگر فیرزان اور ہرمزان جان بچاکر بھاگ گئے۔ جالینوس نے ہر چند اپنے آدمیونکو

حوصلہ دینا چاہا مگر بے فائدہ تھا۔ وہ خود بھی تہ تیغ ہوا اور اوسکا جواہرات اوتار لیا گیا۔

مسلمانوں کا نقصان اِس لڑائی میں بہت زیادہ ہوا تھا۔ اڑھائی ہزار آدمی پہلے کام آچکے تھے اور چند ہزار جوان معرکۂ آخری میں مارے گیا۔ جب لڑائی ختم ہوئی تو عورتیں اور بچے پانی کی گھڑی اور لاٹھیاں لے کر میدان میں پھیل گئے۔ جو مسلمان گرا پڑا اُسکتا تھا وہ اُسکو آہستگی سے اُٹھاتے تھے اور اُس کی لبوں کو پانی سے تر کرتے تھے۔

جتنا نقصان زیادہ ہوا اُتنا ہی زیادہ مال غنیمت ہاتھ آیا۔ ہر ایک سپاہی کو چھ ہزار درہم ملا۔ بہادروں کو اسکے علاوہ اور انعام علیحدہ ملا۔ جو زیور زہرا نے جالینوس کے تن سے اوتارا تھا وہ اسقدر قیمتی تھا کہ سعد کو اتنا بڑا انعام ایک آدمی کو دینے میں شک پیدا ہوا اسلئے اُسنے حضرت عمرؓ سے مشورت طلب کی۔ خلیفہ نے جواب میں ملامت کی اور کہا کہ تجھے زہرا جیسے آدمی کو مال غنیمت دیتے ہوئے رشک آتا ہے جبکہ اُسنے اتنی بڑی خدمت کی ہے اور ابھی آیندہ مہم درپیش ہے۔

اس کے بعد بہت سے عیسائی سعد کے پاس آکر کہنے لگے کہ ہم سے پہلے جن فرقوں نے اسلام قبول کیا اُنہوں نے بہت عقلمندی کی۔ اب چونکہ رستم قتل ہو گیا ہے ہم بھی ایمان لانے کے لئے حاضر ہیں۔ حضرت عمرؓ کو بہت انتظار تھا وہ علی الصباح اس اُمید میں باہر شہر کے جاتے تھے کہ کہیں سے لڑائی کا حال معلوم ہو۔ آخر ایک ایلچی نے آکر خوشخبری دی اور آپنے صرف یہ فرمایا میرے بھائی بہت اچھا ہوا۔

باب پنجم
فتح مدائن

دو مہینہ تک آرام کر کے سعد نے شفا حاصل کی اور ایرانیوں کے مقابلہ کے واسطے تیاری کی۔ ایک دو کوچ کے بعد حیرہ میں پہنچا۔ اور ۱۶ھ یعنی جنوری ۶۳۷ء میں اسپر قبضہ کر لیا۔

سعد نے ایرانیوں کو مدائن کیطرف نکالکر سواد پر قبضہ کر لیا۔ ملکہ براں خود میدان جنگ میں آئی مگر شکست کھائی اور اوسکا بہادر سپہ سالار ہاشم کے ہاتھ سے قتل ہوا۔ جب یہ خبر سعد کو پہنچی تو

اُسنے خوش ہوکر ہاشم کی پیشانی کو بوسہ دیا اور ہاشم نے سعد کے پاؤں چومے۔

اس کے بعد سعد آگے بڑھا اور ۱۵ھ ہجری مطابق ۶۳۶ء کے موسم گرما میں مغربی نواح مدائن کا محاصرہ کیا۔ ایرانیوں نے اس موقع پر شجاعت کی خوب داد دی۔ مگر مسلمانوں نے دو دریاؤں کے درمیانی مُلک کو تباہ کر دیا۔ اور بیشمار قیدی گرفتار کرکے لائے۔ جو حضرت عمرؓ کے حکم سے اپنے گھروں کو واپس کر دیئے گئے۔

محاصرہ سے تنگ آکر بادشاہ نے صلح کا پیغام بھیجا۔ مگر شرائط صلح کو مسلمانوں نے منظور نہ کیا اسواسطے ذوالحجہ ۱۵ھ ہجری مطابق جنوری ۶۳۷ء میں ایرانیوں کو غربی نواح کو چھوڑنے کے سوائے اَور کوئی تدبیر نہ بن آئی۔

جب یزدجرد نے دیکھا کہ مسلمان مدائن کیطرف بڑھے چلے آرہے ہیں تو اُس نے اپنا اہل وعیال معکسیقدر خزانہ کے حلوان بھیجدیا اور ابےحران کو افسر مقرر کرکے خود بھی اُسی طرف بھاگنے کا قصد کیا۔ جب سعد کو یہ خبر پہونچی اوس نے فوراً اپنی فوجکو جمع کیا اور کہا کہ دیکھو ہم لوگ دشمن کے قابو میں ہیں۔ پیچھیں دریا حایل ہے اور دشمن کی جگہ ایسی مضبوط ہے کہ وہ ہمپر بغیر ہمارے علم کے حملہ کرسکتا ہے۔ اللہ کا نام لو اور دریا میں کود پڑو۔ یہ سنکر مسلمانوں نے دریا میں گھوڑے ڈالدیئے اور بغیر کسی نقصان کے جھٹ پار پہونچگئے۔ اور ایرانی مارے خوف کے اپنا اہل و عیال چھوڑ کر بھاگ گئے۔ جو باقی رہ گئے تھے اُنھوں نے اطاعت قبول کی۔ صفر ۱۶ھ مطابق مارچ ۶۳۷ء میں مدائن فتح ہوگیا۔

فتح مدائن سے جو مال غنیمت مسلمانوں کے ہاتھ آیا وہ بیشمار تھا۔ لاکھوں روپیہ کا سونا چاندی اور قیمتی جواہرات فاتحوں نے لُوٹا۔ ایک اونٹ چاندی کا تھا اور اوسکا سوار سونے کا بنا ہوا تھا۔ ایک گھوڑا سونیکا تھا جسکے دانت زمرد کے تھے گردن میں لعل و یاقوت جڑے ہوئے تھے اور پالکھریاں سونے کی تھیں۔ الغرض اس قدر مال غنیمت تھا کہ ساٹھ ہزار سواروں میں سے ہر ایک کے بارہ بارہ ہزار درہم حصہ میں آئے۔ نامور بہادرونکو جو خاص انعام دیا جاتا تھا وہ اس سے علیحدہ تھا ایک شاہی دری تھی جسکو ٹکڑے ٹکڑے کرکے تقسیم کیا گیا۔ ایک ٹکڑا جو حضرت علیؓ کے حصہ میں آیا اوسکی قیمت ۲۰ ہزار درہم تھی۔

سعد نے مدائن کو اپنا پایہ گاہ بنایا اور محل اور مکانات لشکر اسلام میں تقسیم ہوئے۔ شاہی محل

سعد نے خود اپنے واسطے رکھا اور اُس کے بڑے کمرے کو عبادت الٰہی کے واسطے علیحدہ رکھا۔ سب سے پہلے عراق میں نماز جمعہ اسی جگہ پڑھی گئی۔

حضرت عمرؓ کو اب بالکل اطمینان ہوگیا اور اُنھوں نے فوج کو آگے جانے کی اجازت نہ دی۔ اس لئے سعد نے ۱۶ ہجری کا موسم گرما آرام سے مدائن میں گذارا۔ مگر موسم خزاں میں ایرانی لوگ پھر بارادہ جنگ یزدجرد کے گرد جمع ہوئے اور حلوان کے مقام پر ایک فوج تیار ہوگئی اور وہاں سے مہران کچھ فوج لے کر جلولہ کی طرف بڑھا جب خلیفہ کو اس حال سے آگاہی ہوئی تو اُنھوں نے اجازت دی کہ مسلمان مقابلہ کے واسطے تیار ہو جاویں۔ پس سعد نے ہاشم اور قعقاع کو بسرداری بارہ ہزار آدمی ایرانیوں کے مقابلہ کے واسطے روانہ کیا۔ بہت سی فوج مدائن سے روانہ کیگئی اور اسّی دن تک محاصرہ رہا۔ ایک دفعہ ایرانیوں نے نکلکر حملہ کیا مگر اندھیرے میں رستہ بھول گئے۔ اور قعقاع نے اُنکا تعاقب کرکے شہر کے ایک دروازے پر قبضہ کرلیا۔ کھیتوں اور سڑکوں پر ایک لاکھ مُردہ لاشیں پائی گئیں۔ اور رہی سہی فوج لے کر یزدجرد نے رَے کا رُخ کیا پھر قعقاع حلوان کی طرف بڑھا اور ایرانی فوجکو شکست دے کر اُسجگہ پر تسلط کرلیا۔

جلولہ سے بھی بہت مال غنیمت مسلمانوں کے ہاتھ آیا جسمیں ایرانی نسل کے گھوڑے بھی تھے۔ بہت سی عورتیں شاہی اور امیر خاندان کی فتاحوں کے ہاتھ آئیں اور کچھ تو اُسی وقت بہادروں میں تقسیم کی گئیں اور کچھ سپاہ مقیمہ مدائن کے حوالہ ہوئیں۔ علاوہ گھوڑوں کے مال غنیمت کی قیمت میں کروڑ درہم ہوئے۔

باب ششم

شمالی شام میں لڑائی اور فتح فلسطین

۱۴ ہجری کے اخیر میں ابو عبیدہ عمرو کو فلسطین میں اور برید کو دمشق میں چھوڑ کر بقیہ فوج لے کر حمص کی طرف بڑھا۔ ذوالکلاع اسکے ہمراہ تھا راستہ میں یونانی فوج نے تھیوڈور اور

تھیئس کے ماتحت اُن کو مزاحمت کی مگر شکست کھائی۔

اِس کے بعد مسلمانوں نے انطاکیہ کا محاصرہ کیا اور شمالی ممالک شام کو فتح کیا اور ہرقل قسطنطنیہ کو بھاگ گیا

ہم یہاں پر جبلہ کی کہانی لکھتے ہیں جو خاندان غسان میں سے تھا۔ آں حضرت صلعم نے جبلہ کو دعوت اسلام قبول کرنے کے واسطے لکھا۔ مگر یہ بات اُسکو بُری معلوم ہوئی اور اوس نے اپنے شہنشاہ سے انتقام لینے کے واسطے اجازت مانگی جس نے اُسکو یروشلیم جانے کے واسطے کہا۔ جب ہرقل قسطنطنیہ کو بھاگ گیا تو جبلہ نے ابو عبیدہ کے پاس دین اسلام قبول کیا پھر مدینہ میں آیا اور خلیفہ وقت کے ہمراہ حج کے واسطے مکہ گیا۔ وہاں چلتے چلتے ایک اعرابی نے اوسکی پوشاک پر پاؤں دھر دیا جس سے جبلہ ٹھوکر کھا کر گر پڑا غصہ میں آ کر جبلہ نے اُس اعرابی کے ایک دھپڑ مارا۔ اِلا خلیفہ نے اُسے اپنے سامنے طلب کیا اور کہا کہ قانون انتقام کی پابندی لازمی ہے۔ اعرابی کو تب تسلی ہو گی جبکہ وہ ایک ایسا ہی دھپڑ تجھے لگا دیگا۔ اسپر جبلہ نے کہا کہ میں غسان کا بادشاہ ہوں اور وہ ایک صحرا نشین بدو ہے حضرت عمرؓ نے کہا کہ بیشک یہ بات ٹھیک ہے مگر اسلام میں سب بنی نوع انسان برابر ہیں۔

فتح فلسطین کا حال یوں بیان کیا جاتا ہے کہ عمروؓ نے یونانی فوج پر حملہ کیا اور اجنادین کے مقام پر ایک جنگ عظیم ہوئی اگرچہ اسبشیا نیلوس لڑا۔ بیت جبرین اور جافا یکے بعد دیگرے فتح ہوئے عمروؓ نے پہلے یروشلیم کا رُخ کیا جب وہ وہاں پہونچا ارطبون اپنی فوج لے کر مصر میں چلا گیا۔ حضرت عمرؓ نے خود شام کی طرف جانیکا ارادہ کیا اور براہ راست جابیہ کیطرف رُخ کیا۔ شمالی جانب سے ابو عبیدہ یزید اور خالد شان و شکوہ سے آپ کے استقبال کیواسطے آئے حضرت عمرؓ نے دیگر افسران فوجکو اپنی اپنی جگہ پر بھیجدیا اور عمرو اور شرجیل کو ساتھ لیکر مغرب کیطرف کوچ کیا پھر جارڈن کو عبور کر کے یروشلیم کا رُخ کیا۔ یروشلیم میں پہونچکر خلیفہ وقت وہاں کے حاکم اور اہل شہر سے نہایت مہربانی اور خلاص سے پیش آئے۔ آپنے اونکو وہی حقوق عطا کئے جو اَوروں کو دیئے تھے باشندگان شہر پر خفیف جزیہ لگایا اور اونکو اپنی عبادت گاہوں میں پرستش کرنیکی اجازت دی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فلسطین میں بہت مدت تک نہیں ٹھہرے جس مطلب کے واسطے وہ آئے تھے اُسکو اُنہوں نے پورا کیا اور فلسطین کو دو صوبوں یعنی یروشلیم اور رملہ میں تقسیم کر کے مدینہ کو واپس آئے۔

مسلمان فتاح شام میں بہت نہیں پھیلے نہ اُنھوں نے کوئی ایسے شہر اور چھاونیاں آباد کیں جیسے کہ بصرہ اور کوفہ۔ وہاں کی آب وہوا اُن کی طبایع کے مطابق نہیں تھی۔ زیادہ تر وہ دمشق اور حمص میں آباد ہوئے۔

باب ہفتم

شمالی شام میں بغاوت

حضرت عمرؓ کی خلافت کے چھٹے سال باشندگان شمالی شام نے مسلمانوں کی اطاعت سے منحرف ہونے کے واسطے خوب کوشش کی۔ عیسائیوں نے اپنے شہنشاہ کی خدمت میں درخواست کی کہ اونکو مخالفین کے پنجے سے رہائی دیجاوے اور شہنشاہ نے اونکو مدد دینے کا وعدہ کیا۔ چنانچہ ایک مہم بندر اسکندریہ سے انطاکیہ پہنچی گئی اور بدو لوگ جوق جوق حمص میں جمع ہوئے اسپر حضرت عمرؓ نے سعد کو ایک زبردست دستہ فوج زیر کمان قعقاع فوراً حمص میں امداد کیواسطے روانہ کرنے کا حکم دیا۔ اور خود دوسری دفعہ مدینہ کو چھوڑکر جابیہ کی طرف روانہ ہوئے جابیہ میں پہونچکر اونکو معلوم ہوا کہ دشمن کی فوج پراگندہ ہوگئی ہے حضرت عمرؓ کو اس خبر کے سننے سے نہایت خوشی ہوئی اور جابیہ سے ہی واپس مدینہ ہوئے۔

اس کے بعد ایشیائے کوچک میں مہم درپیش ہوئی جسمیں ایاض نے خوب شجاعت دکھائی۔ اور بہت سے بدوؤں نے دین اسلام قبول کیا۔

ہجری ۲۰ھ یعنی حضرت عمرؓ کی خلافت کے پانچویں سال قیصریہ فتح ہوا۔ عمرو نے مدت تک قیصریہ کا محاصرہ کیا لیکن چونکہ فصیلیں بہت مضبوط تھیں اسلئے کچھ پیش نہ گئی۔ اگرچہ یزید نے اپنے بھائی معاویہ کو امدادی فوج دے کر دمشق سے روانہ کیا اور محاصرہ کئی سال تک رہا۔ آخر ایک یہودی کی مدد سے شہر فتح ہوگیا اور چار ہزار قیدی مرد اور عورت مدینہ بھیجکر غلام بنائے گئے خالد ایاض کی مہم سے مالامال ہوکر واپس آیا عراق سے اسکے پرانے دوست اسکے گرد جمع ہوئے اور اُس نے اُنکو انعام واکرام عطا کیا پھر امیدہ میں اوس نے شراب میں غسل کیا اور

جب وہ واپس آیا تو شراب کی بدبو ابھی تک اُس کے جسم سے آتی تھی حضرت عمرؓ ان باتوں سے
خالد پر سخت ناراض ہوئے اور ابو عبیدہ کے پاس آدمی بھیجا کہ اسکو عہدے سے علیحدہ کرو۔ مگر چونکہ انکو
معلوم تھا کہ ابو عبیدہ ایک بہت نرم دل آدمی ہے اسواسطے اُنہوں نے خالد کو مدینہ میں بلوا بھیجا۔
مدینہ میں پہونچکر اوس نے خلیفہ کو مخاطب کرکے کہا کہ قسم کھا کے کہتا ہوں کہ آپنے ایک وفادار غلام کے
ساتھ بہت بُری طرح سلوک کیا ہے۔ میں نے اڑے وقت میں آپکا ساتھ دیا تھا حضرت عمرؓ
نے صرف یہ جواب دیا کہ اِتنا روپیہ تمنے کہاں سے حاصل کیا۔ آخر تنگ آکر خالد نے کہا کہ ساٹھ
ہزار درہم مَیں نے حضرت ابوبکرؓ کے وقت میں کمایا اِس سے جو زاید ہے وہ آپکی خلافت کے زمانہ
کا ہے۔ جب اُس کے مال واسباب کی قیمت ٹھہرائی گئی تو وہ اسّی ہزار درہم نکلے پس حضرت عمرؓ نے
بیس ہزار ضبط کرلئے لیکن اُس کی عزت اور لحاظ برابر کرتے رہے۔ خالد حمص کو واپس آیا۔ اور
تھوڑے عرصہ کے بعد یعنے خلافت کے آٹھویں سال مرگیا۔ دُنیاوی جاہ وجلال کا ہیچ ہونا اُن
الفاظ سے ثابت ہوسکتا ہے جو خالد نے مرتے وقت اپنے مُونھ سے نکالے۔ جب وہ سخت بیمار تھا
تو وہ لوگوں کو اپنے جسم کے زخموں کے نشان دکھاتا تھا جو مختلف لڑائیوں میں لگے تھے پھر کہنے
لگا "میں ایک بُزدل کی موت مرتا ہوں یا یوں کہو کہ میری حالت اسوقت ایسی ہی ہے جیسی کہ
اونٹ کی مرنے کے وقت ہوتی ہے"

باب ششم

قحط اور وباء

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے پانچویں سال قحط نے ملک کا ستیاناس کردیا
سبزی اور روئیدگی کا نام ونشان نہ رہا۔ جنگلی جانور جو انسان کی صورت سے کوسوں بھاگتے
تھے بھوک سے بیتاب ہوکر خود بخود انسانوں کے پاس پناہ ڈھونڈھتے تھے یہ حال دیکھکر
حضرت عمرؓ نے اپنا آرام حرام کرلیا اور لوگونکو قحط سے بچانیکے واسطے ہر وقت متردد رہتے تھے۔
بیت المال میں جسقدر روپیہ تھا وہ سب مساکین کو تقسیم کرکے دیدیا اور حکم دیا کہ کوئی شخص غلّہ

بند کر کے نہ رکھے۔ خدا سے دعا مانگتے تھے آخر خدا نے آپکی دعا کو قبول کیا اور اپنے فضل و کرم سے
باران رحمت بھیجدی۔ نو ماہ تک برابر قحط رہا۔ اور اس عرصہ میں لوگوں کو تکلیف سے بچانے کے لئے
حضرت عمرؓ نے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا اپنا یہ حال تھا کہ کوئی قیمتی چیز نہیں خریدتے تھے۔ ایکمرتبہ
اُنکے نوکر نے بہت مہنگا گھی اور دودھ خریدا آپنے محتاجوں میں تقسیم کردیا اور کہا کہ اگر میں ایسی مہنگی چیزیں
خریدونگا تو پھر مسلمانوں کی حال کی کیسکو خبر ہوگی۔ الغرض اچھا طعام کھانا بھی بند کردیا تھا۔ زیتون
کے ساتھ روٹی کھاتے تھے۔ اور گھوڑے کی سواری تک ترک کردی۔

ایک دفعہ رات کے وقت پھرتے ہوئے حضرت عمرؓ ایک گھر میں پہونچے۔ جہاں بچے رو رہے
تھے اور ایک عورت چولھے پر ہنڈیا رکھکر آگ جلا رہی تھی۔ آپنے پوچھا کہ بچے کیوں روتے ہیں
عورت نے جواب دیا کہ بھوکے ہیں۔ فرمایا اس ہنڈیا میں کیا پک رہا ہے وہ بولی یونہی بچوں
کے واسطے پانی ڈال رکھا ہے۔ وہ روتے روتے اسی کو دیکھکر سو رہیں گے۔ یہ حالت دیکھکر
حضرت عمرؓ رو پڑے اور انہیں کھانے کے واسطے آٹا وغیرہ دیا۔

قحط کے بعد ایک اور آفت نمودار ہوئی۔ ملک شام میں وبا پیدا ہوئی اور حمص اور دمشق
وغیرہ مقامات میں پھیلگئی۔ اس وبا نے ہزارہا گھر مسلمانوں کے ویران کردیئے اور ملک میں تباہی
پھیل گئی۔ عراق اور بصرہ بھی اس موذی کے پنجے میں گرفتار ہوئے۔ اور ہر طرف موت اور تباہی
نظر آتی تھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ابو عبیدہ کو لکھا کہ مدینہ میں چلے آؤ مگر اُس نے اپنے
بھائی مسلمانوں کو آفت میں چھوڑکر آپ اُس سے جان بچاکر بھاگنا ہرگز پسند نہ کیا حضرت عمرؓ
کو اس پر رنج ہوا اور خود شام میں جانے اور دفعیہ وبا کے واسطے تدابیر سوچنے کا ارادہ
کیا۔ جب سرغ میں پہونچے تو بہت سے اصحاب نے صلاح دی کہ واپس جائیں۔ مگر حضرت عمرؓ
نے اُن کی بات کو تسلیم کیا اور مدینہ میں واپس آگئے۔

حضرت عمرؓ نے ابو عبیدہ کو لکھا کہ وبا سے بچنے کے لئے لوگوں کو لیکر بلند مقامات میں
چلے جاؤ۔ اس حکم کے مطابق ابو عبیدہ حوران کی پہاڑیوں کی طرف چلا مگر راستہ میں وبا نے اسکو
شکار کرلیا۔ جب مسلمان لوگ حوران میں پہونچے تو وبا دور ہوگئی۔ کہتے ہیں اس وبا میں پچیس ہزار
جانیں تلف ہوئیں۔

باب نہم

فتح مصر ہجری ۲۰ سنہ

وبا اور قحط کے ایکسال بعد مسلمانوں نے آرام کیا۔ پھر ایران اور مصر کی طرف قدم بڑھایا۔ اہل روما کے زیر حکومت مصر ایک نہایت سرسبز اور شاداب ملک تھا۔ اناج یہاں بہ کثرت پیدا ہوتا تھا اور قسطنطنیہ کو یہیں سے جاتا تھا۔ سکندریہ یہاں کا دارالخلافہ تھا جسمیں مصریوں کے علاوہ اہل روما اور یونانی اور اہل عرب اور قبطی اور عیسائی اور یہودی لوگ آباد تھے۔ بیشمار جہاز اس کے محفوظ اور وسیع بندر میں جمع رہتے تھے۔

ہجری ۱۹ سنہ یا ۲۰ سنہ میں عمرو بن العاص حضرت عمرؓ کی اجازت سے فلسطین سے مصر کو روانہ ہوا۔ جو فوج اس کے ساتھ روانہ ہوئی اُس کی تعداد چار ہزار سے زیادہ نہ تھی۔ پاس قلت فوج کی وجہ سے حضرت عمرؓ نے عمرو بن العاص کو واپس آنے کے واسطے لکھا مگر جب دیکھا کہ وہ بہت دور نکل گیا ہے تو اور فوج زبیر کے ماتحت روانہ کر دی۔ اس کے علاوہ دیگر نامور بہادر بھی شامل ہو گئے اور عمرو بن العاص کی فوج کی تعداد اب بارہ سولہ ہزار تک پہنچ گئی۔

عمرو بن العاص آریش سے مصر میں داخل ہوا اور قلعہ فروما کو مغلوب کر کے بائیں طرف لوٹا اور اس طرح صحرا میں سے ہوتا ہوا دریائے نیل کی سب سے دور مشرقی شاخ میں پہونچگیا۔ اس شاخ کی ساتھ ساتھ وہ شمالی مصر کی طرف روانہ ہوا۔ رستہ میں اُس نے کئی فوجوں کو شکست دی اور ارطفون جو مزاحمت کرنے کے واسطے آیا تھا میدان جنگ میں مارا گیا۔ مقوقس قبطی بالائی مصر کا حاکم تھا اور عمرو بن العاص زبیر کی فوج کے ساتھ ممفس شہر کے قریب پہونچگیا۔ قبطیوں نے خوب شجاعت دکھائی اور یمنی فوج کے پاؤں اُکھڑ گئے۔ جب عمرو بن العاص نے اونکو بزدل کہکر ملامت کی تو ایک بولا کہ ہم آخر انسان ہیں کچھ لوہے اور پتھر سے تو نہیں بنے ہوئے۔ یہ سنکر عمرو بن العاص نے کہا چپ رہو بھونکنے والے کتے۔ اعرابی نے جواب دیا کہ اگر ہم کتے ہیں تو آپ کتوں کے افسر ہیں۔ یہ سنکر عمرو بن العاص نے کچھ جواب نہ دیا بلکہ بہادروں کو حکم دیا کہ آگے بڑھو۔ جب حملہ ہوا تو قبطی بھاگے اور کہنے لگے کہ

ہم ایسے آدمیوں کا مقابلہ کرنیکی تاب کب لا سکتے ہیں جنہوں نے کسریٰ اور قیصر کو چنے چبا دیئے محاصرہ کچھ بہت دیر تک نہ رہا ایک حملہ عام ہوا اور زبیر نے فصیل شہر پر سیڑھیاں لگا دی تھیں کہ مقوقس نے صلح کا پیغام بھیجا جسکو عمرو بن العاص نے منظور کر لیا۔

عمرو بن العاص نے اب کوئی وقت ضایع نہ کیا اور فوراً اسکندریہ کی طرف کوچ کر دیا تاکہ یونانی فوج کی اُسکے حفاظت کے واسطے پہونچنے سے پہلے وہاں جا پہونچے رستہ میں اوس نے کئی لشکروں کو شکست دی جنہوں نے اوسکو آگے بڑھنے سے روکنا چاہا اور آخرکار فصیل شہر کے سامنے آموجود ہوا۔ شہر بہت مضبوط تھا اور سمندر کی طرف سے کمک پہونچ سکتی تھی لیکن دوران محاصرہ میں ہرقل مرگیا اور کمک پہونچنے کی کوئی اُمید نہ رہی۔ یونانی لوگ جہازوں پر سوار ہوئے اور محصور شہر کو چھوڑ کر چلے گئے۔ آخر مقوقس نے پہلی شرائط پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی منظوری سے صلح کر لی اور ملک میں امن ہو گیا۔

کہتے ہیں کہ عمرو بن العاص نے سکندریہ کو اپنا دارالحکومت بنانا چاہا مگر حضرت عمرؓ نے اُسکا اپنے لشکر سے اسقدر دُور رہنا پسند نہ کیا۔ اسواسطے وہ بالائی حصہ مصر کیطرف آیا اور پھر بارقا کو فتح کر کے طرابلس تک پہنچ گیا۔

باب دہم (۱۰)

فتح ایران

ہرمزان اب مدینہ میں مسلمانوں کا وظیفہ خوار تھا حضرت عمرؓ کے دل میں جو شک تھے وہ ایرانیوں کی مخالفت سے سب دُور ہو گئے اور اونہیں مجبوراً اپنی فوج کو حکم دینا پڑا کہ لڑائی کے واسطے آمادہ ہو جاوے۔

یزدجرد کو قادسیہ اور مدائن کھونے کے بعد یہ خیال ہو گیا تھا کہ اہل عرب بس اب اسی پر قناعت کریں گے اور اُس کے ملک میں دست اندازی نہ کرینگے لیکن اُسکا خیال باطل نکلا کیونکہ مسلمانوں نے قدیم دارالخلافہ مدیہ کو فتح کر لیا اور صفہان اور پرسیپولس کی طرف

بڑھنے کی دھمکی دی۔ بادشاہ نے پھر ایک دفعہ حملہ آوروں کو روکنا چاہا اور اس غرض کے واسطے مختلف صوبجات کے گورنروں کے نام فرمان جاری کئے کہ فوج فراہم کریں۔ اس طرح اوس نے بے شمار فوج جمع کرلی۔

یزدجرد کی کارروائی کی خبر فوراً کوفہ میں پہونچی اور وہاں سے سعد نے خلیفہ وقت کو اس حال سے آگاہ کیا۔ ایک لاکھ پچاس ہزار فوج فرزان کے ماتحت جمع ہوئی طرح طرح کی وحشت ناک خبریں پہونچتی تھیں۔ اور اس میں کوئی شک نہیں کہ موقعہ بہت نازک تھا اگر اس موقعہ پر مسلمانوں کو شکست ہو جاتی تو انکی بہت سی پہلی محنتیں برباد ہو جاتیں اور وہ کوفہ اور بصرہ کو بھی ہاتھ سے کھو بیٹھتے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس موقعہ پر بھی خود تیار ہوئے مگر پھر رک گئے اور انہوں نے نعمان بن المقرن کو اہواز سے بلایا اور کوفہ اور بصرہ میں کچھ فوج رکھکر باقی اس کے ماتحت روانہ کردی۔ جب نعمان جلوان میں پہونچا تو اسے جاسوسوں سے معلوم ہوا کہ دشمن نہاوند میں ڈیرے ڈالے ہوئے ہے۔ اور اگرچہ اس کی شمال کی طرف الوند کی بلند چوٹیاں ہیں الا رستہ صاف ہے مسلمان آگے بڑھے اور ایرانیوں کے مقابلے میں آموجود ہوئے انکی فوج ایرانی فوج کا پانچواں حصہ یعنی تیس ہزار تھی لیکن اسمیں پکے دیندار اور بہادر جنگجو شامل تھے۔ دو دن کی لڑائی کے بعد ایرانی لوگ اپنی پناہ گاہ کے پیچھے ہٹے جہاں سے وہ جسوقت چاہتے تھے مسلمانوں کو تنگ کرسکتے تھے۔ کچھ عرصہ تک اسی طرح لڑائی ہوتی رہی آخر مسلمانوں نے تنگ آکر اونکو باہر نکالنے کا ارادہ کیا۔ اس لئے وہ پیچھے ہٹے اور جب ایرانیوں نے انکا تعاقب کیا تو انہوں نے ایک چکر لگایا اور اونکو اپنی پناہ گاہوں سے علیحدہ کردیا پھر سخت لڑائی ہوئی جسمیں نعمان مارا گیا۔ آخرکار مسلمانوں کو فتح نصیب ہوئی اور ایرانی تیس ہزار آدمی میدان جنگ میں مردہ چھوڑ کر قریب کی پہاڑی کی طرف بھاگے جہاں اسی ہزار اور مارے گئے۔ فیروزان جبکہ ہمدان کی طرف بھاگا ہوا جارہا تھا ایک پہاڑ کے درہ میں رک گیا جہاں ایک بھاری قافلہ شہد لئے ہوا پڑا تھا۔ یہاں وہ راستہ بھول گیا اور پکڑ کر مارا گیا۔ اس فتح سے ہمدان مسلمانوں کے قبضہ میں آگیا اور بیشمار خزانہ اور قیمتی جواہرات انکے ہاتھ آئے عراق عجم کی سرداروں اور لوگوں نے اطاعت قبول کی اور باجگذار بن گئے مال غنیمت میں دو ڈبیا بیش بہا جواہرات کی تھیں جو حضرت عمرؓ نے مدینہ کے خزانہ میں رکھدیں لیکن دوسری صبح آپنے اس

آدمی کو بولایا جو ڈبیا لایا تھا اور کہا کہ مینے خواب میں فرشتے دیکھے ہیں جنہوں نے مجھے اطلاع دی کہ اگر میں اُن جواہرات کو رکھ چھوڑونگا تو فلان سزا پاؤنگا۔ اِس لئے اونکو یہاں سے اُٹھالو اور بیچکر اُن کی قیمت فوج میں تقسیم کردو۔ اُن جواہرات کی قیمت چالیس لاکھ درھم ہوئی *

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو نعمان کے مرجانے کا بہت رنج ہُوا اور اونہوں نے اُسکے بھائی نعیم ابن مقرن کو علیٰ افسر بنادیا۔ منکیر یزدجرد اطاعت سے منحرف ہوگیا اور حضرت عمرؓ نے ملک تسخیر کرنیکا ارادہ کرلیا۔ بحیرہ کاسپین کی جنگجو قومیں رے کی حفاظت کے واسطے جوایران کے شاہی شہروں میں سے ایک شہر ہے اسفندیار برادر رستم کے ماتحت جمع ہوئیں۔ اور مسلمان اہل قلعہ کو ستانے لگیں نعیم اُنکے مقابلہ کے واسطے آگے بڑھا اور ایک بڑی لڑائی میں شہر کو فتح کرلیا۔ اسفندیار آذربائیجان کی طرف واپس آیا جہاں پھر شکست کھا کر وہ گرفتار ہوا۔ یزدجرد رے سے جنوب کی طرف اصفہان کو بھاگا۔ جب وہاں پناہ نہ ملی تو کرمان کو چلا پھر بلخ میں آیا اور آخر کار مرو میں پناہ لی جہاں اُس نے خاقان ترک اور شہنشاہ چین سے مدد مانگی۔ خاقان نے اُسکا ساتھ دیا اور کئی سال تک مرو کے گردونواح میں لڑائی ہوتی رہی جسمیں کبھی مسلمانونکو فتح ہوتی تھی اور کبھی شکست لیکن بالآخر ترک اور اونکے ساتھ یزدجرد پیچھے ہٹے۔ مسلمانوں نے تمام سلطنت کے حصّوں کو ایک ایک کرکے فتح کیا اور قومس۔ جرجان۔ طبرستان۔ فارس۔ کرمان۔ مکران۔ سجستان۔ خراسان۔ آذربائیجان ابواب وغیرہ اُنکے ہاتھ آئے *

باب یازدھم

انتظام مملکت

زمانہ جاہلیت میں در اصل عرب میں کوئی گورنمنٹ نہیں تھی۔ سب سے اچھی نسل کا بہادر شخص اپنے اپنے قبیلہ کا سردار تسلیم کرلیا جاتا تھا اور وہی اُنکو میدان جنگ میں لیجایا کرتا تھا۔ سر ولیم میور لکھتے ہیں کہ اسلام سے پہلے مکہ میں کوئی گورنمنٹ عام فہم معنی میں نہیں تھی۔ ہر ایک قبیلہ ایک جدے اگانہ جمہوری حکومت تھا اور جس امر میں بہت سے قبایل متفق

ہو جاتے تھے وہی بمنزلہ قانون شاہی تصور ہوتا تھا۔ ہر ایک قبیلہ کو آزادی تھی کہ اگر کسی امر میں چند قبایل نے اتفاق رائے ظاہر کیا ہے تو وہ خلاف رائے ظاہر کرے۔

آں حضرت صلعم اشاعت دین اور اپنے فرایض ادا کرنے میں لگے رہے۔ اور دُنیاوی امور میں آپ نے بہت کم توجہ کی حضرت ابو بکرؓ کی خلافت تھوڑے عرصہ تک رہی اور وہ بھی اندرونی بغاوتوں کے فرو کرنے میں گذری۔ مال غنیمت کے پانچ حصے ہوا کرتے تھے جنہیں ضروری اخراجات پورے کرنے کے بعد مسلمانوں میں برابر تقسیم ہو جاتا تھا حضرت عمرؓ کے زمانہ میں اشاعت دین میں بہت ترقی ہوئی۔ اور بہت سے ممالک مسلمانوں کے قبضہ میں آگئے جن کا باقاعدہ انتظام کرنا لازمی ہوا۔

حضرت عمرؓ نے اخراج اور مال غنیمت اور فتوحات کے تقسیم کرنے میں ایسا حسن انتظام کیا کہ کسیکو شکایت کرنے کا موقعہ نہ رہا۔ انہوں نے تین اصول قایم کئے۔ اوّل اسلام قبول کرنے میں سبقت۔ دوئم آں حضرت صلعم کے ساتھ قرب اور تعلق۔ سوئم فوجی خدمات انہوں نے ایک رجسٹر تیار کرایا جس میں ہر مرد عورت اور بچہ کا نام درج تھا جو سلطنت سے وظیفہ کا مستحق تھا۔ الغرض اُن تمام اہل عرب کے نام اس رجسٹر میں درج تھے جو بہی خواہان اسلام تھے سر ولیم میور لکھتے ہیں کہ اعلیٰ مراتب والے اشخاص کا نام درج کرنا تو سہل تھا۔ مگر لاکھوں سپاہیوں اور اُنکے روزافزوں عیال و اطفال کے بارے میں ایسا انتظام کرنا انسانی طاقت سے بہت بڑھ کر ہے۔ لیکن حضرت عمرؓ نے اس کام کو اس طرح سہل کیا کہ انہوں نے ہر ایک فرقہ کی علیحدہ علیحدہ فوج مقرر کی اور ایک فرقہ کے آدمی یا ایک فرقہ کی شاخ اکٹھی ہو کر لڑتی تھی۔

حضرت عمرؓ نے خانہ نشین بوڑھے سے لیکر نو زائیدہ بچہ تک وظیفہ مقرر کر رکھا تھا اور نہایت انصاف سے کام لیتے تھے۔ وظیفے اور تنخواہیں موروثی تھیں اور اگر کسیکو شجاعت اور بہادری کے صلہ میں کچھ دیا جاتا تھا تو وہ بھی موروثی ہو جاتا تھا۔ بیویوں بیواؤں اور بچوں کے علیحدہ وظیفے مقرر تھے اور عورت کا وظیفہ مرد کے وظیفہ کا دسواں حصہ تھا پہلے یہ قاعدہ تھا کہ بچہ کا وظیفہ اُس وقت مقرر کیا جاتا تھا جبکہ اُسکا دودھ چھڑا دیا جاتا تھا مگر بعد میں آ

قاعدہ تبدیل ہوگیا اور بچہ کا وظیفہ اُسی دن سے مقرر ہوجاتا تھا جس دن کہ وہ پیدا ہوتا تھا۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضرت عمرؓ ایک رات عبادت الٰہی میں مشغول تھے کہ ایک بچہ کے رونے کی آواز سُنی۔ آپ اُس طرف گئے جہاں سے رونے کی آواز آتی تھی اور بچہ کی ماں کو یہ کہکر چلے آئے کہ اسکو چپ کرا۔ دوسری دفعہ پھر رونے کی آواز آئی اور اُسی طرح گئے اور وہی کچھ کہکر واپس آئے تیسری دفعہ جب پھر گئے تو اُس بچہ کی ماں نے کہا کہ تو مجھکو بار بار کیوں دق کرتا ہے میں اسکا دودھ چھڑانا چاہتی ہوں تاکہ اس کا کچھ وظیفہ مقرر ہوجاوے۔ پوچھنے پر معلوم ہوا کہ بچہ چھ ماہ کا تھا حضرت عمرؓ صرف یہ کہکر واپس آئے اور جب صبح کو جب نماز سے فراغت پائی تو اُسی طرح بچہ کے رونے کی آواز سُنی۔ اسپر کہنے لگے کہ عمرؓ بہت بُرا ہے جس نے مسلمانوں کی اولاد کتنی ہی مارڈالی ہوگی۔ پھر منادی کرنیکا حکم دیا اور مفصلات میں لکھ بھیجا کہ کسی بچہ کا دودھ قبل از وقت نہ چھڑایا جائے کیونکہ وظیفہ اُسی دن مقرر کیا جائیگا جس دن کہ بچہ پیدا ہوگا۔

جسقدر آمدنی بیت المال میں آتی تھی سب تقسیم ہوجاتی تھی اور حضرت عمرؓ کو اسبات سے نہایت خوشی اور فخر ہوتا تھا۔ حق شناس اس وجہ سے تھے کہ کسی کو حرف زنی کا موقعہ نہیں ملتا تھا۔ اور اگر کوئی ایسا کرتا بھی تھا تو دندان شکن جواب سے اوسکا اطمینان ہوجاتا تھا۔

فوج کا انتظام نہایت عمدہ تھا حضرت عمرؓ نے وظائف مقرر کرکے تمام اہل عرب کو زراعت اور تجارت کے کاموں سے فارغ البال کردیا۔ انکا کام ہتھیار بنانا اور لڑائی میں کام کرنا تھا۔ فوج میں خدمت کرنے کے واسطے اونکو مجبور کیا جاتا تھا اور کوئی عذر وحیلہ نہیں سُنا جاتا تھا۔ وظیفہ خوار اصل میں فوج خلافت کا سپاہی تھا۔ وظیفہ خوار عورت سپاہی کی بیوی اور یا اوس کی ماں تھی اور بچہ جس دن درج رجسٹر ہوتا تھا اُسی دن سے فوج کا سپاہی شمار کیا جاتا تھا۔ جابجا ضروری مقامات پر چھاؤنیاں مقرر تھیں اور چار ہزار فوج ریزرو (زاید) تھی کوفہ بصرہ اور قاہرہ میں بھی چھاؤنیاں تھیں۔ کوفہ اور بصرہ کی کیفیت سر ولیم میور یوں لکھتے ہیں:۔

خلافت اور خود اسلام کی قسمتوں پر کوفہ اور بصرہ کا عجیب اثر تھا۔ ان شہروں کی بنیاد بے تطیر طریق سے ڈالی گئی۔ اور جزیرہ نما سے خالص عربی نسل کے بہت سے لوگ یہاں آکر آباد ہوئے۔ جو فرقے اپنے کنبوں سمیت دُور سے ایران کو شکار کرنے کے واسطے خوشبولے رہے تھے۔

ہر گوشہ عرب سے نکلکر زیادہ تر ان دونوں شہروں میں آباد ہوئے۔ کوفہ میں اقوام یمن اور ممالک جنوبی اور بصرہ میں اہالیان ممالک شمال آباد ہوئے۔ تھوڑے عرصہ میں یہ دونوں شہر عظیم الشان اور خوشنما دارالخلافہ بن گئے اور ہر ایک میں عربی آبادی ایک لاکھ پچاس ہزار سے لے کر دو لاکھ اشخاص کی تھی۔ اسلام کے علم ادب علم الٰہی اور علم امور مملکت میں ان شہروں کو اتنا اثر تھا کہ اسلامی دنیا میں کسی اور شہر کا اتنا اثر نہیں تھا۔ اوقات آرام بیکاری میں گذرتے تھے۔ ورنہ وقت کو سوشیل امور پر بحث کرنے میں گذارتے اور اسطرح پچھلے واقعات اور گزشتہ لڑائیوں کا ذکر کر کے خوش ہوتے تھے لیکن ان مباحثوں میں اکثر دفعہ فرقوں کی رقابت اور خانگی بدنامیوں تک نوبت پہونچ جاتی تھی لوگ فسادوں میں دفعتہ شامل ہو گئے اور دونوں شہر فساد اور فتنہ کی مرکز ہو گئے بدو لوگ اپنی طاقت کو جتاتے تھے اور قریش پر شک کیا کرتے تھے جب کوئی ان کا مزاحم ہوتا تھا تو فوراً بے قرار ہو جاتے تھے یہی اس عہد کی بے چینی ہوتی جسکو حضرت عمرؓ کی طاقت اور دانشمندی نے قابو رکھا لیکن کمزور خلفاء کے عہد میں ان جھگڑوں نے اسقدر زور پکڑا کہ اسلام کی وہ یکجہتی ملیامیٹ ہو گئی اور ایک ایسی آفت سے سامنا ہوا جو اسلام کا ضرور نام مٹا دیتی اگر اس میں عجیب وغریب طاقت نہ ہوتی۔

انتظام دیوانی کی یہ صورت تھی کہ ہر ایک صدر مقام میں عمال مقرر ہوا کرتے تھے۔ یہ عمال چار قسم کے ہوتے تھے۔ ایک وہ جس کے متعلق کل انتظام امور ریاست اور فوج کا ہوتا تھا دوسرا قاضی جو مقدمات فیصلہ کیا کرتا تھا تیسرا تحویلدار افسر خزانہ ہوتا تھا اور چوتھے وہ علماء جو مذہبی تعلیم و تلقین کیا کرتے تھے۔ سب اپنے اپنے کام کے ذمہ دار تھے اور ملک کا بندوبست حسب ضابطہ ہوا کرتا تھا۔

پراونشل انتظام کی نسبت سر ولیم میور لکھتے ہیں کہ فتح کے بعد انتظام دیوانی ہوا۔ عراق عرب میں انہار کا کام ابتدا ہی میں شروع کر دیا گیا۔ دریائے فرات کے بند جنکی طرف مدت سے کسیکو توجہ نہ تھی ایک خاص افسر کے سپرد کئے گئے اور دریائے دجلہ کی کشتیاں ایک افسر کے ماتحت ہوئیں۔ شام اور عراق کے کھیت کھیت کی پیمائش ہوئی اور اراضیات سرکار و رعایا پر یکساں باقاعدہ لگان مقرر کیا گیا عراق میں دہقانی لوگ یا بڑے بڑے مالکان اراضی جیسا کہ خاندان ساسانی کے عہد میں دستور تھا انتظام پولیس وخراج میں مدد دیتے تھے۔

سب سے عظیم الشان کام جو حضرت عمرؓ نے کیا ہے اور جسکی وجہ سے مسلمان لوگ اُن کے نہایت احسانمند ہیں وہ اُنکا قرآن مجید کو جمع کرنا ہے حضرت ابوبکرؓ کے عہد میں یمامہ کی لڑائی پر بہت سے حافظان قرآن شہید ہو چکے تھے حضرت عمرؓ کو خیال پیدا ہوا کہ اگر اسی طرح دیگر حافظ بھی فوت ہو گئے تو قرآن کا جمع کرنا مشکل ہو جائیگا۔ آنحضرت صلعم کے وقت میں آیات جُدا جُدا چمڑوں یا اُونٹ کی ہڈیوں یا کھجور کی چھال پر لکھی جایا کرتی تھیں اور اسی طرح اصحاب اونکو نہایت حفاظت کے ساتھ رکھتے تھے۔ زید بن ثابت نے بڑی کوشش سے قرآن مجید کو جمع کیا اور اوسکو مکمل کرنے میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہ کیا حضرت عمرؓ کثرت احادیث کی روایت سے لوگوں کو منع کیا کرتے تھے اور تمام حدیثیں جو خود اُن سے مروی ہیں انکی تعداد پچاس سے زیادہ نہیں ہے۔ ابوسلمہ نے حضرت ابوہریرہؓ سے پوچھا کہ کیا آپ حضرت عمرؓ کے زمانہ میں بھی اسی طرح احادیث روایت کیا کرتے تھے اُنہوں نے جواب دیا کہ نہیں اگر میں اُسوقت ایسا کرتا تو حضرت عمرؓ دُرہ مارتے۔ الغرض حضرت عمرؓ کثرت روایت احادیث سے بہت روکتے تھے اور جسقدر کثرت روایت کی ہوئی ہے وہ سب اُن کے زمانہ کے بعد ہوئی۔ وہ اپنے زمانہ کے بڑی عالم تھے اور اونہوں نے بعض مسایل میں خاص اجتہاد کیا۔

یہ اونکا حکم تھا کہ نماز تراویح جماعت کے ساتھ پڑھی جاوے۔ اور متعۃ الحج اور متعۃ النکاح اُن کے نزدیک منع اور حرام تھا۔

باب دوازدہم

حضرت عمرؓ کے عہد خلافت کا اخیر حصہ

جسوقت لشکر اسلام مشرق کیجانب بہت سے صوبے فتح کر رہے تھے اُسوقت ایشیائی کوچک میں امن تھا۔ ہرقل کے مرنیکے بعد ایرانیوں میں سر اُٹھانیکا حوصلہ نہ رہا گو وقتاً فوقتاً ساحل پر لوگوں نے سر اٹھائے اور کچھ خاطر خواہ کامیابی حاصل نہ ہوئی۔ اسوقت معاویہ شام کا انتظام کر رہا تھا اور بڑی دُور اندیشی سے آفات آیندہ کے واسطے اپنا قبضہ مستحکم کر رہا تھا۔

سب جگہ امن تھا۔ شرجیل ضلع جارڈن کا حاکم تھا۔ عمرو نے مصر میں حکومت کو محکم بنیاد پر قایم کیا اور ساحل افریقہ کی یونانی بستیوں اور دیسی فرقوں کے ساتھ لڑائی کرکے حدود اسلام کو رفتہ رفتہ مغرب کی طرف وسعت دی اگرچہ ممالک خارجیہ میں برابر لڑائی جاری تھی الّا گھر میں بالکل امن تھا۔

سوائے اُن سفروں کے جو حضرت عمرؓ نے شام میں کئے وہ حج کے واسطے بھی مدینہ سے باہر گئے۔ مختلف صوبجات کے حاکم بھی اُسوقت مکّہ میں حج کے واسطے آیا کرتے تھے اور جب وہ مدینہ کے راستے سے واپس جاتے تھے تو حضرت عمرؓ ضروری امور مملکت پر باتیں کیا کرتے تھے اصل میں اسموقعہ پر گویا ہر ایک متوکل گورنمنٹ کی زبانی رپورٹ پیش ہوا کرتی تھی۔ اپنی وفات سے کئی سال پیشتر حضرت عمرؓ نے تین ہفتے مکہ معظمہ کی مقدس نواحوں میں گذارے اور اونہوں نے کعبے کے گرد کی جگہ کو وسیع کر دیا۔ جو مکان بیت المقدس کے نزدیک ہوتے جاتے تھے وہ گرا دیئے گئے اور تمام اقوام کی عبادت گاہ کے واسطے مناسب چوک اور سائبان بنانا شروع کیا بعض مالکان نے اپنی ملکیت بیع کرنے سے انکار کیا لیکن اُنکے گھروں کو گرا دیا گیا اور ہرجانہ کے واسطے قیمت خزانہ میں اُنکے نام پر جمع کرا دی۔ حرم کے ستون صدود کو ازسرِنو بنایا گیا۔ مدینہ کی سڑک پر حج کے واسطے چوکیاں بنا رکھی تھیں جہاں لوگ مقام کرتے تھے اور جگہ جگہ کے فرقے اپنی اپنی جگہ کی چوکیوں اور پانی کے چشموں کے ذمہ وار ہوتے تھے حضرت عمرؓ کی خلافت کے ساتویں سال مدینہ کی نواح میں کوہ میں سے آتش فشانی ہوئی حضرت عمرؓ نے غربا کو خیرات دینے کا حکم کیا جس سے وہ آتش فشانی دور ہوگئی۔

اوسی سال ایک بحری مہم اُس حملہ کے روکنے کے واسطے ابی سینیا میں بھیجی گئی جو ساحل پر حدود نوبیہ پر مسلمانوں پر ہوا تھا۔ جہاز غرق ہوگئے اور مسلمانوں کو بالکل ناکامی ہوئی۔ اسپر حضرت عمرؓ نے قسم کھائی کہ وہ کبھی اپنی فوج کو ایسے خطرناک کام کے واسطے نہیں بھیجیں گے۔

عتبہ کی وفات کے بعد حضرت عمرؓ نے مغیرہ ابن شعبہ کو بصری کا حاکم مقرر کیا۔ یہ انتخاب اچھا نہیں تھا۔ مغیرہ ایک وحشی طبیعت کا آدمی تھا اور عالم شباب میں طائف کے مقام پر اُس نے کسی کو قتل کر دیا تھا۔ اسلام قبول کرنے سے اُسکی جبلت میں فرق نہ آیا اور نہ ہی اُس کے اخلاق درست ہوئے وہ بڑا زانی تھا اور ایک غیر منکوحہ عورت کے ساتھ زنا کرتا ہوا دیکھا گیا تھا۔

ایک دفعہ جب وہ نماز میں امامت کے واسطے کھڑا ہوا تو ابوبکرہؓ نے پرے ہٹا کر کہا کہ فاسق اور زانی کے واسطے امامت نہیں ہے پھر حضرت عمرؓ نے مغیرہ کو مدینہ میں بلایا کہ اپنے الزام سے بریت حاصل کرے۔ جرم زنا ثابت نہ ہوا اور مغیرہ بری کیا گیا۔ گواہوں کو جھوٹا الزام لگانے کی سزا بھگتنی پڑی اور مغیرہ معزول ہو کر مدینہ میں رہا۔

مغیرہ کے بعد حضرت عمرؓ نے ابوموسیٰ کو بصرے کا حاکم مقرر کیا جس نے میدان فیس میں بڑی عمدہ خدمت کی تھی اور آں حضرت صلعم کے ایلچی کا کام دیا تھا۔ وہ بڑا دانا تھا لیکن اسکو قریش کا سا رسوخ حاصل نہیں تھا۔ جاتی دفعہ وہ انتیس نامور آدمی اپنے ہمراہ لیگیا اور آخر کار اسکو الزام لگائے گئے جن کا اوسکو جواب دینا پڑا۔ دھبہ نامی ایک شخص نے ابوموسیٰ پر الزام لگائے تھے حضرت عمرؓ نے ابوموسیٰ کو بریت حاصل کرنے کے واسطے طلب کیا۔ الزام اول یہ تھا کہ کردیوں کے ساتھ لڑائی کرنے کے بعد جو لوگ انہیں سے گرفتار ہوئے اُن سے ابوموسیٰ نے ذاتی خدمات لیں دوسرا الزام یہ تھا کہ وہ دو اراضیات پر قابض تھا تیسرا الزام یہ تھا کہ اُس کے گھر میں ایک لڑکی تھی جو نہایت فضول خرچی سے گذران کرتی تھی۔ چوتھا الزام یہ لگایا گیا کہ اُس نے اپنے عہدے کی مہر زیاد کے حوالے کیں۔ آخر الزام یہ تھا کہ اوسنے ایک ہزار درہم ایک شاعر کو انعام دیدئیے حضرت عمرؓ نے ابوموسے کے جواب سنے اور مطمئن ہو کر اوسکو حکومت پر واپس بھیجدیا لیکن اوس کو کہدیا کہ زیاد اور لڑکی کو مدینہ میں بھیجدو۔ جب زیاد مدینہ میں آیا تو حضرت عمرؓ اسکی قابلیت پر اسقدر خوش ہوئے کہ پھر اوسکو وہیں واپس بھیجدیا لیکن لڑکی کو مدینہ سے باہر نہ جانے دیا۔

کوفہ کی حکومت کئی سال تک سعد اس کے بانی اور فاتح عراق عرب ابن کے ماتحت رہی۔ آخر کار خلافت کے نویں سال اُس کے برخلاف شکایتیں ہونے لگیں۔ قریش کا بدوی رشک اپنا کام کر رہا تھا اور سعد پر یہ الزام لگایا گیا کہ اُس نے مال غنیمت کی تقسیم کرنے میں انصاف سے کام نہیں لیا۔ ایک اور الزام یہ تھا کہ وہ جنگی حوصلہ کا محتاج تھا اور میدان جنگ میں آنے کے لئے تساہل سے کام لیتا تھا یہی الزام قادسیہ کے مقام پر بھی اُسپر لگایا گیا تھا۔ سعد موہ اپنے الزام دہندوں کے مدینہ میں طلب کیا گیا لیکن جس بڑے الزام کا وہ مجرم قرار پایا اُس کے الزام دہندگان کو چنداں واسطہ نہیں تھا۔ سب سے بھاری الزام یہ تھا کہ وہ نمازوں میں سستی کرتا تھا۔ حضرت عمرؓ نے اسکو

معاف کیا اور معزول کر دیا حضرت عمرؓ نے سعد کی جگہ عمار کو مقرر کیا لیکن عمار کوئی صاحب لیاقت نہیں تھا اور مزید براں عمر کا بڈھا تھا۔ کوفہ والوں نے اس کی ناقابلیت تھوڑے ہی عرصہ میں دریافت کر لی اور انکی درخواست پر خلیفہ وقت نے ابو موسیٰ کو بصرہ سے کوفہ میں تبدیل کر دیا لیکن ایکسال کے بعد ابو موسیٰ کو بھی بصرہ میں واپس جانا پڑا پھر مغیرہ کو گورنری کوفہ پر بھیجا اور وہ حضرت عمرؓ کی خلافت کے باقی دو سال برابر اس عہدے پر رہا۔

حضرت عمرؓ کے عہد خلافت میں جو پولیٹیکل افسر خاص خلیفہ کے ماتحت ہوتا تھا کل محکموں کا انتظام گورنر کے سپرد ہوتا تھا جو ہر روز مجمع میں نماز پڑھاتا تھا اور جمعہ کے دن وعظ کرتا تھا جسمیں پولیٹیکل امور کا اکثر ذکر ہوتا تھا۔ فوجی اور مالی اہتمام پہلے گورنر کے سپرد تھا مگر پھر ان عہدوں کے واسطے خاص افسر مقرر ہوئے۔ وزراء مذہب بھی سلطنت کی طرف سے مقرر ہوا کرتے تھے کسی قسم کی غلط فہمی کا اندیشہ دور کرنے کے واسطے حضرت عمرؓ نے ہر ایک ملک میں استاد مقرر کر رکھے تھے جن کا کام مرد اور عورتوں کو علیحدہ علیحدہ تعلیم قرآن دینا اور ضروریات مذہب سکھلانا تھا۔ اپنی خلافت کے ابتدائی زمانہ میں انہوں نے حکم دے رکھا تھا کہ مجسٹریٹ اس بات کا خیال رکھے کہ ہر ایک آدمی بڑا ہو یا چھوٹا جماعت کے ساتھ نماز پڑھے خصوصاً ہر جمعہ کو اور کہ ماہ رمضان میں مسلمان لوگ مساجد میں برابر جمع ہوتے رہیں۔

حضرت عمرؓ نے انتظام ممالکت کے واسطے صرف دیوان اور باقاعدہ حساب کے دفاتر ہی مقرر نہیں کئے بلکہ اسلامی سال بھی انہوں نے مقرر کیا جو سال ہجرت کے پہلے مہینے یعنی محرم کے ہلال سے شروع ہوتا ہے۔ اس لئے اسلامی سال کا نام ہجری رکھا گیا۔

حضرت عمرؓ نے شراب خوری کی سزا بہت سخت رکھی تھی وہ گورنروں کو بھی اس جرم میں معزول کر دیتے تھے اور اپنے بیٹے اور ساتھیوں کو تازیانہ لگائے جانیکا حکم دینے سے نہیں جھکتے تھے۔ دمشق میں مینوشی کا اسقدر بازار گرم تھا کہ ابو عبیدہ کو ضرار اور ابو جندل جیسے آدمیوں کو بھی اس جرم کے الزام میں طلب کرنا پڑا۔ چونکہ اسکو خود سزا دینے میں تامل تھا اسلئے اس نے حضرت عمرؓ کی خدمت میں سب حال عرض کیا اور التجا کی کہ چونکہ مجرم اپنے جرم سے توبہ کرتے ہیں اسلئے انکو معاف کیا جاوے۔ حضرت عمرؓ نے غصہ سے بھرا ہوا جواب دیا اور کہا کہ ایک علامت

ہیں اونکو بلوا کر پوچھو کہ شراب حلال ہے یا حرام۔ اگر وہ کہیں کہ حرام ہے تو ہر ایک کو اسّی تازیانے لگاؤ اور اگر وہ کہیں کہ حلال ہے تو دونوں کا سر کاٹ دو۔ ضرار اور جندل نے اہبات کا اقبال کیا کہ شراب حرام ہے اور سزائے تازیانہ برداشت کی۔ ایکدفعہ کا ذکر ہے کہ حضرت عمرؓ نے ایک آدمی کا گھر معہ اوس آدمی کے جلادیا کہ وہ شراب کی تجارت کرتا تھا۔

حضرت عمرؓ نہایت سیدھی سادھی زندگی بسر کرتے تھے۔ اُس زمانہ کی عیش و عشرت سے انکو کچھ سروکار نہ تھا سفر کے وقت بھی کوئی سامان اپنے ساتھ نہیں لیتے تھے۔ دھوپ کے وقت درخت پر چادر ڈال لیتے تھے اور اُس کے سایہ میں آرام کرتے تھے۔ زید بن وہب کہتے ہیں کہ اُنہوں نے حضرت عمرؓ کو چادر پہنے ہوئے بازار میں جاتے دیکھا اور اُس چادر کو چودہ پیوند لگے ہوئے تھے جنمیں سے بعض چمڑے کے بھی تھے۔ انکا کھانا معمولی ہوا کرتا تھا کوئی اعلیٰ قسم کا کھانا دسترخوان پر نہیں ہوتا تھا۔ اور نہ کبھی چربی اور زیتون کے سوائے کوئی خوشبو استعمال کرتے تھے۔ ایکدن اپنے بیٹے عاصم کو گوشت کھاتے دیکھکر پوچھا کہ کیا کھاتے ہو اُس نے کہا کہ گوشت کو دل چاہتا تھا سو گوشت کھاتا ہوں۔ آپنے فرمایا اسراف اسی کا نام ہے کہ جس چیز کے کھانیکو آدمی کا دل چاہے وہی کھائے۔

حضرت عمرؓ کو اپنی طبیعت پر کمال قابو حاصل تھا۔ جو درشتی اور سختی پہلے اُنکی طبیعت میں پائی جاتی تھی وہ سب معدوم ہوگئی۔ ابن عباس سے جب کسی نے حضرت عمرؓ کی نسبت پوچھا تو اونہوں نے کہا کہ وہ ہوشیار پرندہ کی طرح تھے جو چاروں طرف دام میں پھنس جانے سے ڈرتا رہتا ہو۔ خلافت کا کام شروع کرنیکے وقت اُنہوں نے خطبہ میں کہا کہ اے خدا میں ضعیف ہوں مجھے قوت دے اور میں سختی کرنیوالا ہوں مجھے نرمی دے اور میں بخیل ہوں مجھے سخی کر۔

حضرت عمرؓ کو تکبر اور نخوت سے سخت نفرت تھی۔ دن کو جو کچھ کرتے تھے رات کو اپنے دل میں اُسکا حساب کرتے تھے۔ اگر دیکھتے تھے کہ کوئی غلطی سرزد ہوگئی ہے تو اپنے آپکو خود سزا دے لیتے تھے اور دُرّے مارتے تھے۔

حضرت عمرؓ کی سات ازواج بیان کیگئی ہیں۔ جنمیں سے تین کے ساتھ زمانہ جاہلیت میں نکاح کیا تھا اور اونکے نام زینب ملکہ اور قریبہ تھی۔ جب اُنہوں نے اسلام قبول کیا تو یہ ازواج اُن سے علیحدہ ہوگئیں۔ مدینہ میں حضرت عمرؓ نے اُم حکیم اور جمیلہ اور اُم کلثوم دختر حضرت علی از بطن فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور عاتکہ بنت زید چار عورتوں سے نکاح کیا لیکن ایک تاریخ میں اُنکی چھ ازواج لکھی ہیں۔

اُنکے آٹھ لڑکے اور چار لڑکیاں تھیں۔ مگر ایک مؤرخ نے نو لڑکے اور نو لڑکیاں لکھی ہیں۔ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اپنے سب بھائیوں سے افضل تھے اونکی والدہ کا نام زینب مظعون تھا اور اُن کی کنیت ابو عبد الرحمٰن تھی +

حضرت عمرؓ کی لڑکیوں میں سے ایک کا نام حضرت حفصہ تھا۔ انکا نکاح پہلے مکہ میں خنیس بن خذافہ سہمی سے ہوا تھا۔ اور وہ اپنے خاوند کے ساتھ ہجرت کرکے مدینہ میں آئیں۔ انکے خاوند کا یہاں انتقال ہو گیا اور پھر آنحضرت صلعم نے اُن سے نکاح کر لیا۔ حضرت حفصہ ۴۵ سنہ ہجری میں فوت ہوئیں +

حضرت عمرؓ قد کے بہت لمبے تھے۔ لوگوں کے گروہ میں دور ہی سے نظر آجاتے تھے۔ انکے کندھے چوڑے تھے اور شکل وصورت سے رعب وداب ٹپکتا تھا۔ رنگ سفید تھا اور اس سفیدی میں سُرخی ملی ہوئی تھی۔ سر کے بال کم تھے۔ ڈاڑھی سفید تھی اور حنا سے رنگے تھے۔ دونوں ہاتھوں سے یکساں کام لیتے تھے۔ چہرے سے ہی غصہ عیاں ہوتا تھا اور غصے کی حالت میں مونچھوں کو بٹ دیکر مُنہ میں لے آتے تھے۔ رفتہ رفتہ اُنکی طبیعت نرم ہوگئی اور رعب وداب والی صورت کے نیچے انکا دل نرم ملنسار اور متواضع تھا +

وہ لوگ جنہوں نے آنحضرت صلعم کا زمانہ دیکھا ہوا تھا فوت ہوتے جاتے تھے فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت رسول اللہ صلعم [illegible] آنکی [illegible] یزید بن ابو سفیان ابو عبیدہ خالد۔ بلال او [illegible]

خودا [illegible]

میں اور دوسری جنگ مرموک میں جاتی رہی تھی۔ اور وہ مدت سے نابینا تھا۔ اسنے اپنی بیوی ہند والدہ معاویہ کو طلاق دیدی لیکن طلاق کی وجہ کوئی معلوم نہیں ہوتی ہے +

باب سیزدہم ۱۳

حضرت عمرؓ کی وفات

اس وقت حضرت عمرؓ کی خلافت کا گیارھواں سال تھا اور اگرچہ انکی عمر پچپن سال یا بقول دیگر ساٹھ سال کی تھی الا بہ فضل خدا وہ توانا تھے اور اپنی ذمہ واریوں کو خوب ہوشیاری سے ادا کرتے تھے

۲۳ھ کے اخیر مہینے میں انہوں نے حسب عادت مکہ معظمہ کا سفر کیا اور اس موقعہ پر ازواج رسول اللہ صلعم کو ساتھ لے جا کر سالانہ حج کی رسوم ادا کیں۔ انکو مدینہ میں واپس آئے ہوئے تھوڑے ہی دن ہوئے تھے کہ اونکی خلافت کا خاتمہ دردانگیز طریق سے اور قبل از وقت ہوا۔

عراق سے مغیرہ ایک ایرانی غلام فیروز نام کو جو ابو لولو کے نام سے مشہور ہے لائے تھے ابھی وہ جوان تھا کہ اہل روما اوسکو قید کر کے لے گئے تھے اور اوس نے دین عیسوی قبول کر لیا تھا۔ اسوقت مسلمانوں نے اُسکو گرفتار کیا ہوا تھا اور وہ مغیرہ کی غلامی میں تھا وہ بڑھئی کا کام کرتا تھا اور مغیرہ بطور اُس کے مالک کے اُسکے منافعہ میں حصہ لیتا تھا۔ ایک دن وہ حضرت عمرؓ کو بازار میں ملا اور کہنے لگا کہ اے امیر المومنین میرا انصاف کر کیونکہ مغیرہ مجھ سے بہت رقم وصول کرتا ہے حضرت عمرؓ نے پوچھا کس قدر رقم وہ تم سے لیتا ہے۔ کہنے لگا دو درہم یومیہ۔ آپنے پوچھا تیرا کام کیا ہے اُسنے کہا کہ میں بڑھئی نقاش اور لوہار ہوں۔ آپنے فرمایا کہ تیری جیسے ہوشیار کاریگر سے دو درہم یومیہ بہت نہیں ہے مجھکو معلوم ہوا ہے کہ تو ہوائی چکیاں بنا تا ہے اوس نے جواب دیا کہ سچ ہے۔ آپنے فرمایا تو اچھا پھر میرے واسطے بھی ایک چکی بنادے جو ہوا کے زور سے چلے [illegible] اگر زندہ رہا تو تیرے لئے ایک ایسی چکی بناؤنگا جسکی شہرت [illegible] عمرؓ نے اپنے دل [illegible]

[illegible] اس غلام [illegible]

دوسری صبحکو جب لوگ نماز فجر کے واسطے مسجد میں جمع ہوئے تو ابو لولو اگلی صف میں جا کر بیٹھ گیا حضرت عمرؓ تشریف لائے اور حسب قاعدہ امام نماز اپنی پیٹھ موڑ کر جماعت کے آگے کھڑے ہوئے۔ ابھی آپنے تکبیر ہی پڑھی تھی کہ ابو لولو نے اونپر حملہ کیا اور تیز خنجر سے چند زخم جسم کے مختلف حصوں میں لگائے حضرت عمرؓ زمین پر گر پڑے اور وہاں سے انکو انکے گھر لے گئے جو مسجد کے قریب تھا۔ باوجود اسحالت کے آپنے عبدالرحمنؓ کو فرمایا کہ نماز پڑھاوے۔ جب نماز سے فراغت ہوئی تو انہوں نے عبدالرحمنؓ کو خلافت کے واسطے کہا عبدالرحمن نے کہا کیا آپ اس بات کے واسطے مجکو مجبور کرتے ہیں حضرت عمرؓ نے فرمایا "نہیں۔ خدا کی قسم تمپر کسی کا جبر نہیں ہے۔" عبدالرحمن نے کہا کہ اگر یہ بات ہے تو میں ایسے بوجھ کو سر پر لینا منظور نہیں کرونگا حضرت عمرؓ

نے فرمایا (اس وقت آپکی روح خاکی جسم سے علیحدہ ہو رہی تھی) کہ میری زخموں پر پٹی باندھو اور مجکو ٹھہرائے رکھو کہ مَیں اپنی امانت کو اُن لوگوں کے حوالے کردوں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ وفادار رہے اور جنسے آنحضرت صلعم خوش رہے۔ آپنے عبد الرحمن کے علاوہ چار اور صحابی یعنی حضرت علیؓ حضرت عثمانؓ۔ زبیر و سعد کے نام لئے اور اونہیں اپنے پاس بولایا اور کہا کہ تین دن تک اپنی بھائی طلحہ کا انتظار کرو (طلحہ اسوقت مدینہ میں موجود نہیں تھا) اگر وہ آجاوے تو چھٹا اوسکو شامل کرلو اگر وہ نہ آوے تو معاملہ کو اپنے درمیان طے کر یو۔ پھر باری باری ہر ایک کو مخاطب ہو کر کہا کہ نامزد کرنیوالے کی بہت ذمہ داری ہوتی ہے اور جو منتخب کیا جاوے اوسکو ہرگز اپنے فرقہ اور کنبہ کے ساتھ غیر واجب رعایت نہیں کرنی چاہیئے۔ حضرت علیؓ سے کہا کہ اگر آپ خلیفہ بنائے جاؤ تو بنی ہاشم کو دیگر بھائیوں پر ترجیح نہ دینا۔ حضرت عثمانؓ کو کہا کہ اگر آپکو یا سعد کو خلافت ملی تو خبردار اپنے رشتہ داروں کو لوگوں کی گردن پر نہ بٹھلا دینا۔ پھر کہا کہ اُٹھو جاؤ سوچکر اسبات کا فیصلہ کرو۔ اس اثناء میں صہیب امامت کریگا۔ جب وہ سب چلے گئے تو حضرت عمرؓ نے ابو طلحہ نامور بہادر کو بولایا اور کہا کہ جاؤ اونکے دروازے کے سامنے کھڑے ہو جاؤ کسی آدمی کو اُنکے پاس اندر نہ جانے دو۔ تھوڑی عرصہ کے بعد وہ اُن لوگوں کی طرف مخاطب ہو کر کہنے لگے جو اونکے پاس تھے کہ جو شخص میرے بعد خلیفہ مقرر ہووے اوسکو میری یہہ وصیت پہونچا دینا کہ اس شہر کے آدمیوں پر مہربان رہے جنہوں نے ہمکو اور ہمارے دین کو پناہ دی اونکی نیکیوں کی بہت قدر کرے اور اونکی خطاؤں سے درگذر کرے اور اوسکو کہنا کہ اہل عرب کے ساتھ نیک سلوک رکھے کیونکہ حقیقت میں وہ اسلام کا ضروری عنصر ہیں جو عشر وہ ان سے لیوے اُنہیں کو غربا کی پرورش کے واسطے واپس دیدیوے اور عیسائیوں اور یہودیوں کے ساتھ ایسا سلوک کرے جیسا کہ رسولخدا صلعم نے اُنکے ساتھ عہد کیا ہے۔ اے خدا میں اپنی زندگی کے دن پورے کر لئے ہیں اور اب مَیں سلطنت اور خلافت کو پرامن اپنے جانشین کے حوالے کرتا ہوں۔

تھوڑی دیر کے بعد حضرت عمرؓ نے اپنے بیٹے عبد اللہ کو حکم دیا کہ جا کر دریافت کرے کہ کس نے اونکو زخمی کیا تھا۔ جب معلوم ہوا کہ ابو لولو نے ایسا کیا تھا تو آپ بولے کہ شکر ہے خدا کا کہ یہ وہ شخص نہیں ہے جو ایک دفعہ خدا کے سامنے سربسجود ہوا ہے۔ اے میرے بیٹے عبد اللہ اب حضرت عائشہ صدیقہ کے پاس جا اور اُن سے اجازت مانگ کہ مَیں اُنکے حجرے میں رسول کریم صلعم اور

حضرت ابوبکر صدیق کے پہلو بہ پہلو دفن کیا جاؤں۔ اگر وہ اجازت نہ دیں تو بقیع کے قبرستان میں مجھ اور مسلمانوں کے پاس دفن کر دینا۔ اور سُنو اے عبداللہ اگر اونمیں اختلاف رائے ہو تو چونکہ تم بھی اہل شوریٰ میں سے ہو گے تمنے کثرت رائے کی طرف ہونا اور اگر رائے ساوی ہوں تو تمنے اُس طرف ہونا جسطرف عبدالرحمٰن ہووے۔ اب لوگونکو اندر آنے دو۔ ہزار ہا لوگ دروازے پر کھڑے تھے۔ جب اجازت ملی تو وہ سلام کے واسطے نزدیک آئے جب اندر باہر آتے جاتے تھے تو حضرت عمرؓ نے پوچھا کہ میرے برخلاف سازش کے واسطے کوئی بڑا آدمی بھی شریک ہوا ہے۔ سب نے خوف زدہ ہو کر کہا کہ خدا نکرے کہ ایسا ہو۔

سب میں سے حضرت علیؓ پرسش حال کے واسطے آگے بڑھے اور جب وہ پاس بیٹھ گئے تو ابن عباسؓ بھی آ پہونچے حضرت عمرؓ نے ابن عباس سے پوچھا کہ کیا تم اس معاملہ میں میرے ساتھ متفق ہو۔ اُنھوں نے کہا کہ ہاں۔ اسپر حضرت عمرؓ نے کہا کہ دیکھنا کہیں تم اور تمھارے ساتھی مجھے دہوکا نہ دینا۔ اے میرے بیٹے عبداللہ اب میرا سر تکیہ پر سے اُٹھاؤ اور پھر اسکو آہستگی سے زمین پر رکھدو شاید اللہ تعالیٰ اپنے رحم سے آج رات مجکو اُٹھا لیوے۔ کیونکہ مجھے طلوع آفتاب سے خوف آتا ہے ایک طبیب نے انکو کھجور کا پانی پینے کے واسطے دیا لیکن وہ جوں کا توں زخم میں سے ہو کر آنکلا اور ایسا ہی دودہ کے گھونٹ کے ساتھ ہوا۔ جب طبیب نے یہ حالت دیکھی تو اوس نے کہا کہ مجھے معلوم ہوتا ہے کہ زخم کاری ہے۔ اے امیرالمؤمنین اپنی وصیت کرو۔ حضرت عمرؓ نے جواب دیا کہ میں ابھی وصیت کر چکا ہوں جب وہ لیٹ گئے تو اونکا سر اپنے بیٹے کی گود میں تھا اور وہ یہ شعر پڑھتے تھے ؎

ظلوم لنفسی غیر انی مسلم اصلی الصلوٰۃ کلھا و اصوم

جسکا ترجمہ یہ ہے میرے نفس کے لئے مشکل ہوتی ہوتی اگر میں مسلمان نہ ہوتا مگر تمام نمازیں پڑھتا اور روزے رکھتا رہا ہوں۔

اسی طرح دھیمی آواز میں اللہ کا نام لیتے رہے اور کلمہ پڑھتے رہے آخر کار اونکی پاک روح عالم بالا کو پرواز کر گئی۔ یہ واقعہ جانکاہ ۲۶ ذوالحجہ ۲۳ھ ہجری کو ہوا اور آپنے ساڑھے دس برس تک خلافت کی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیہِ راجعون۔

حضرت عمرؓ نے جو رسول خدا صلعم کے بعد سب سے بڑے شمار کئے جاتے ہیں اسطرح وفات پائی اونکو اس واسطے سب سے بڑا سمجھا جاتا ہے کیونکہ انھوں نے اپنی دانشمندی صبرو استقلال اور طاقت

سے شام مصر اور ایران کی حکومت حاصل کر لی جو اُسوقت سے لیکر اب تک مسلمانوں کے قبضہ میں ہیں
حضرت ابوبکرؓ کی وفات پر لشکر اسلام صرف سرحد شام سے ہی پار گیا تھا جب حضرت عمرؓ
خلیفہ ہوئے تو اُسوقت صرف سرزمین عرب مسلمانوں کے زیر حکومت تھی جب انہوں نے وفات پائی
تو اونکی وسیع سلطنت میں ایران مصر اور بعض نہایت عمدہ صوبے سلطنت روم کے شامل تھے لیکن
باوجود اس قدر خوش قسمتی کے اُنہوں نے دانائی اور سنجیدگی کو کبھی ہاتھ سے نہ دیا نہ رئیس عرب
کی کفایت شعاری اور میل جول کو دل سے بھلا دیا جب کوئی ملاقات کرنے کے واسطے دور دراز
صوبجات سے آتا تھا تو مسجد کے صحن کے اردگرد دیکھ کر پوچھتا تھا کہ خلیفہ کہاں ہیں حالاں کہ
خلیفہ وقت اُسوقت سیدھا سادہ لباس پہنے ہوئے سامنے بیٹھے ہوئے کرتے تھے۔

سر ولیم میور لکھتے ہیں کہ حضرت عمرؓ بہت سیدھے سادھے اور اپنے فرائض کی بجا آوری
میں نہایت سرگرم تھے۔ اُن کے عہد خلافت کی دو باتیں خاصکر مشہور ہیں ایک یہ کہ کسی کی وہ
طرفداری نہیں کرتے تھے۔ دوسرے یہ کہ فرائض کو نہایت گرمجوشی سے ادائے کرتے تھے اُنکو اپنی
ذمہ داری کا بوجھ اسقدر بھاری معلوم ہوتا تھا کہ بعض اوقات یہ کہدیتے تھے۔ کہ کاش میری ماں
مجکو نہ جنتی۔ کاش اس کی بجائے میں گھاس ہوتا۔ عالم شباب میں وہ تند مزاج اور بیقرار
طبیعت والے مشہور تھے۔ پیغمبر خدا صلعم کی حیات کے پچھلے دنوں میں بھی وہ انتقام لینے کے
بڑے حامی تھے۔

ہر وقت تلوار کو میان ہی نکالنے کے لئے تیار رہتے تھے اور یہ حضرت عمرؓ ہی تھے جنہوں نے
جنگ بدر کے بعد قیدیوں کے مارے جانے کی مشورت دی لیکن عمر اور خلافت کے
بوجھ نے اُنکی جبلت کی تیزی کو نرم کر دیا۔ وہ بڑے انصاف پسند تھے۔ سوائے اُس سلوک کے
جو انہوں نے خالد کے ساتھ کیا جس کے ساتھ اُنہوں نے غیر فیاضانہ کینہ سے کام لیا
اُن کے ظلم اور بے انصافی کا اور کوئی فعل اُن کے برخلاف درج نہیں ہے۔ خالد کے معاملہ
میں بھی اُن کو عداوت اس واسطے ہوئی تھی کیونکہ خالد نے ایک مغلوب دشمن کے ساتھ نہایت
بُری طرح سلوک کیا تھا۔ افسر فوج یا گورنر مقرر کرنے کے وقت وہ ہرگز کسی کے ساتھ رعایت
نہیں کرتے تھے اور مغیرہ اور عمار کے تقرر کے علاوہ اور سب کے تقرر سے بہت اچھا نتیجہ ہوا

سلطنت کے مختلف فرقوں اور لوگوں کو جن کے بہت مختلف حقوق تھے اونکی دیانتداری پر نہایت اعتبار رکھا اور اونکے زور آور بازو نے قانون اور سلطنت کو باقاعدہ رکھا فتنہ اور فساد کی جگہوں کوفہ اور بصرہ کے گورنروں کو تبدیل کرنے میں گو کمزوری پائی جاتی ہو لیکن اس سے بھی اُنہوں نے بدوؤں اور قریش متضاد وعادی کو روکے رکھا اور اپنے مرتے دم تک اسلام میں رخنہ پردازی کی کبھی دلیری نہیں کی۔ سب سے مشہور صحابہ کو انہوں نے مدینہ میں اپنے پاس رکھا کچھ تو بلاشبہ اس وجہ سے کہ اونکی تدابیر کو تقویت ہو اور کچھ اس وجہ سے (جیساکہ وہ فرمایا کرتے تھے) کہ وہ اونکو اپنے ماتحت رکھکر اونکی عزت میں فرق نہیں آنے دینا چاہتے تھے۔ چابک ہاتھ میں لئے ہوئے وہ مدینہ کے کوچوں اور بازاروں میں پھرتے تھے اور مجرم کو وہیں برسرموقعہ سزا دینے کو تیار رہتے تھے اور یہہ بات ضرب المثل ہوگئی تھی کہ حضرت عمرؓ کا درہ کسی آدمی کی تلوار سے زیادہ خوفناک ہے لیکن باوجود ان سب باتوں کے وہ نرم دل والے تھے اور انکی مہربانی کے سینکڑوں قصے بیان کئے گئے ہیں جیسے کہ بیواؤں اور یتیموں کی ضروریات کو رفع کرنا۔

امیرالمومنین کا لقب سب سے پہلے حضرت عمرؓ نے پایا۔ وہ کہتے تھے کہ خلیفہ رسول اللہ ایک بہت لمبا اور بھاری نام ہے حالانکہ امیرالمومنین سہل اور عام فہم کے واسطے زیادہ نہیں مناسب ہے۔

اونکی خواہش کے مطابق حضرت عمرؓ کو حضرت عائشہ صدیقہ کے حجرے میں آں حضرت صلعم اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کے پہلو بہ پہلو دفن کیا گیا۔ صہیب نے جو نماز کے وقت امام ہوا کرتا تھا نماز جنازہ پڑھی اور پانچوں اہل شوریٰ اور عبداللہ آپ کے فرزند نے اُن کے خاکی تن کو اوس کی دائمی آرام گاہ میں رکھدیا۔ اُن کی وفات پر لوگوں نے بہت مرثیے کہے۔ ذیل میں ہم شماخ کا دردناک مرثیہ درج کرتے ہیں ؎

جزی اللہ خیراً من امیر و بارکت
یدا للہ فی ذاک الادیم الممزق

ترجمہ۔ خدا جزائے خیر دے اوسکو جو امیرالمومنین ہے اور خداوندتعالےٰ کا ہاتھ اُس جلد میں جو خنجر سے پارہ پارہ ہوگئی ہے برکت دے۔

قضیت اموراً ثم غادرت بعدھا
بوائج فی اکمامھا لم تفتق

ترجمہ۔ تمنے اپنی خلافت میں بہت سے امور عظام کا فیصلہ کیا پھر اُنکے غلافوں اور پردوں

میں ایسی مصیبتیں چھوڑ دیں جو اب تک ظاہر نہیں ہوئی تھیں ۔

ایعد قتیل بالمدینۃ اظلمت　　　له الارض تھتز العضاہ بالسوق

ترجمہ ۔ کیا بعد ایسے مقتول کے جو مدینہ میں قتل ہوا اور جسکے لئے تمام زمین تاریک ہو گئی بڑی بڑے درخت اپنے تنوں پر لہلہائیں (یعنی ایسا نہیں ہو گا کیونکہ اونکا غم سب میں اثر کر گیا ہے) ۔

تظل الحصان البکر یلقی جنینها　　　نثا خبر فوق المطی معلق

ترجمہ ۔ پاکدامن شوہر دار عورتیں ایسے حال میں ہو گئی ہیں کہ اُن کے حمل کو اُس خبر کی ہیبت نے جسکو شتر سوار شہر بہ شہر لئے پھرتے ہیں گرا دیا ہے ۔

وماکنت اخشی ان تکون وفاته　　　بکفی سبنتی ازرق العین مطرق

ترجمہ ۔ اور مجکو یہ خوف نہ تھا کہ اُس کی موت ایک شخص جری اور ڈھیٹ اور گربہ چشم کمینہ کم قدر کے دونوں ہاتھوں سے ہوگی کیونکہ اونکا رتبہ اس سے بڑا تھا ۔

محبوب الفقہ اردو

مصنفہ مولوی عبد النبی جامی جلال الدین علیہ الرحمۃ

[illegible] نہایت مستند اردو [illegible] — [illegible] مسائل [illegible]

قیمت ۱۲ — قیمت ۱۱

اس کتاب میں نماز کے فرائض و واجبات سنن و مستحبات کا ذکر ہے کہ مسلمانوں کو ان [illegible] زیادہ [illegible] حاصل ہو [illegible] اس زمانہ کو اس [illegible] حاصل ہوئے معرفت اور حضوری [illegible] مال [illegible] کے لئے [illegible] کا معلوم ہونا ضروری ہے چنانچہ روایت ہے کہ کسی نماز اس شخص کی ہے جو نماز کا علم نہیں رکھتا [illegible] شخص ہے جو طہارت کا علم نہیں رکھتا [illegible] اس مجموعہ کو احکام و ارکان [illegible] مسلم نماز و طہارت و عقائد دین اسلام پر مرتب کر کے [illegible] پیش کیا گیا ہے [illegible] اسکی فہرست مضامین سے ظاہر ہے۔ صاحب مصنف علیہ الرحمۃ نے اس کتاب کو ایک سو [illegible] باب پر منقسم کیا ہے۔

فہرست مضامین